جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۹۵ | مورخہ ۳ جون ۱۹۲۷ء | یوم جمعہ | مطابق ۲ ذی الحجہ ۱۳۴۵ھ | جلد ۱۴

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت ۳۰ مئی سے ناساز ہے۔ حضور کو حرارت گلے اور تمام جسم اور سر میں درد کی شکایت ہے۔ طبیعت میں ضعف ہے۔ ان دنوں اسلام پر غیر مسلموں کی طرف سے جو ناپاک گندے حملے ہو رہے ہیں۔ اور مسلمان جو نقصان زیر نقصان اٹھا رہے ہیں۔ اس کا نہایت ہی حضور کی طبیعت پر بہت اثر پڑ رہا ہے۔ اور پھر دن رات کی مصروفیت نے طبیعت کو بہت زیادہ نڈھال کر دیا ہے۔ ۲۸ مئی حضور کی خدمت میں ایک رسالہ پیش ہوا جس میں آریوں نے نہایت ناپاک اور گندے الفاظ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخت توہین کی ہے۔ اسکے پڑھنے سے حضور کی طبیعت پر بہت برا اثر پڑا۔ بعد حضور نے عصر کے وقت اسکے متعلق ایک دردناک تقریر فرمائی اور دوسرے دن اپنے قلم سے ایک مضمون بھی رقم فرمایا۔ احباب دعا فرمائیں۔ خدا تعالیٰ حضور کو صحت تندرستی عطا فرمائے۔ اور آپکے ذریعہ تمام مخالفین اسلام کو مغلوب کرکے اسلام کا بول بالا کرے۔

افسوس ہے کہ جناب مفتی محمد صادق صاحب کا چھوٹا لڑکا عبدالمومن جو ان دنوں انکے پاس ہی زیر علاج آبادیوں میں فوت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جناب مفتی صاحب ...

اخبار احمدیہ

قربانی کی کھالیں

احباب کرام کو عید سعید مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ احباب کو توفیق عطاء فرمائے۔ کہ وہ اسلام کی اس موجودہ نازک حالت کیلئے بیش از بیش قربانی کر سکیں۔

عید میں صرف چند دن کا وقفہ رہ گیا ہے۔ وہ وقت قریب ہے۔ جبکہ حضرت خلیل اللہ کی سنت تازہ کی جاوے گی۔ مجھے اس بات کے لئے کہ احباب کھالوں کی قیمت باقاعدہ وصول کرکے قادیان ارسال فرمادیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ اس لئے کہ ہماری جماعت کے سب احباب کو پہلے ہی سے یہ بات ذہن نشین ہے۔ کہ عید کے موقعہ پر قربانی کی کھالوں کی قیمت ہمیشہ باقاعدہ قادیان میں ارسال فرمایا کرتے ہیں۔ میں اس تحریر کے ذریعہ یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ جہاں احباب کرام قربانی کی کھالیں جمع کرینگے۔ وہاں یہ بھی یاد رکھیں۔ کہ ہر ایک احمدی دوست سے عید فنڈ کا ایک ایک روپیہ فی کس کے حساب سے باقاعدہ وصول کریں۔

چونکہ اس عید کے لئے قربانی کرنے کی اجازت تین دن ہوتی ہے۔

یعنے ۱۰-۱۱-۱۲ر تاریخیں ذی الحج کی مقرر ہیں۔ اس لئے اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ ہر ایک جماعت اپنی طرف سے تین دن کے لئے حسب ضرورت ایسے دوست مقرر کرے۔ جو محنت سے ان ایام میں کھالیں جمع کریں۔ اور جمع ہو جانے پر کھالوں کو فوراً فروخت کر کے ان کی قیمت اور "چندہ عید فنڈ" قادیان معہ تفصیل ارسال فرماویں۔ والسلام

(عبد المغنی ناظر بیت المال)

خطبات حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ

میں نے الفضل کی ایک گذشتہ اشاعت میں اعلان کیا تھا۔ کہ موجودہ شورش اور فتنہ کے متعلق حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے خطبات ٹریکٹوں کی صورت میں چھپوانے کی کوشش کی جائے گی۔ بشرطیکہ احباب خریداری کی درخواستیں ارسال کر دیں۔ اس اعلان کے بعد مندرجہ ذیل جماعتوں کی طرف سے درخواستیں آ چکی ہیں۔

پشاور۔ مردان۔ شیخوپورہ۔ فیروزپور۔ سکندر آباد۔ کلکتہ۔ امرتسر۔ مونگھیر۔ گجرات۔ ایبٹ آباد۔ راولپنڈی۔ لائل پور۔ شملہ۔

چونکہ ایسے خطبات چھپوانے کا انتظام ہماری طرف سے جماعت احمدیہ لاہور نے کیا ہے۔ اس لئے مذکورہ بالا مقامات سے آئی ہوئی درخواستیں سید دلاور شاہ صاحب اسلامیہ سٹیم پریس یکی دروازہ لاہور کی خدمت میں روانہ کر دی گئی ہیں۔ احباب ان کی طرف سے جواب یا خطبات کے منتظر رہیں۔ اور جن دوستوں کو ضرورت ہو بجائے دفتر ہذا لکھنے کے ان سے خط و کتابت کریں۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ)

مظلومین لاہور سے ہمدردی

لاہور کے مظلوم مسلمانوں کی ہمدردی میں بزیر صدارت سیٹھ غلام رسول صاحب عرف راجہ خلف الصدق سیٹھ غلام حسین صاحب ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ کان ملک سردار خان احمدی جلسہ منعقد ہوا۔ ملک سردار خان صاحب احمدی نے لاہور کے حالات سے حاضرین کو آگاہ کیا۔ اور جناب اللہ رکھا صاحب احمدی نے پبلک سے مظلومین لاہور کے واسطے چندہ کی اپیل کی۔ جس میں قریباً پچھتر روپیہ فوراً جمع ہو گئے۔

دو ریزولیوشن پاس ہوئے جن میں گورنمنٹ سے فساد کے بانیوں کے خلاف سخت کارروائی کا مطالبہ کیا گیا۔ اور ان سکھوں اور ہندوؤں سے اظہار نفرت کیا گیا۔ جنہوں نے ضعیف العمر اور بے گناہ مسلمانوں کو ناحق قتل کیا۔ اور مظلومین لاہور سے دلی ہمدردی ظاہر کی گئی۔ (سکرٹری جلسہ ملک سردار خان احمدی۔ مقام جنگو ڈاک دیا کو سنیہ ڈبائی (؟))

ضلع سیالکوٹ کے لئے مبلغ

پہلے جن مبلغوں کے مختلف علاقوں میں تقرر کا اعلان ہو چکا ہے۔ انہی میں مولوی عبد الغفور صاحب بھی ہیں۔ جن کو ضلع سیالکوٹ کے دورہ کے لئے لگایا گیا ہے۔ احباب ہر طرح ان کی امداد کریں۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ)

ایک مخلص بچے کا انتقال

ماہ اپریل میں جماعت احمدیہ لائلپور کا ایک ۱۶ سالہ نونہال بشیر احمد جو ہماری جماعت کا درخشندہ گوہر تھا۔ داغ مفارقت دے گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم نے امسال جماعت نہم کا امتحان دیا تھا۔ مگر اپنی اعلیٰ نمبروں پر کامیابی کی خبر سننے سے پہلے ہی چند دن بیمار رہ کر تپ محرقہ بیمار رہ کر عالم جاودانی کو سدھار گیا۔ مرحوم از حد سعید فطرت سلسلہ کا سچا عاشق۔ تبلیغی امور میں از حد جوش و انہماک رکھتا تھا۔ سکول کے زمانے میں ہی اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کئی کتب کا مطالعہ کر کے بہت سی معلومات حاصل کر لی تھیں۔ اور تمام ضروری مسائل پر برجستہ گفتگو کرنے کی قابلیت پیدا کر لی تھی۔ اس کے شوق مطالعہ کو دیکھ کر اسے جماعت کی لائبریری کا انچارج بنا دیا گیا تھا۔ مرحوم کو تحصیل عربی کا اس قدر شوق تھا۔ کہ باوجود میری معروفیت کے میرے پیچھے پڑ پڑ کر اس نے عربی کی اتنی قابلیت حاصل کر لی تھی کہ مسیح موعود علیہ السلام کی کتب عربی خود سمجھ کر پڑھ سکتا تھا۔ قرآن کریم کا ترجمہ بخوبی کر سکتا تھا۔ علاوہ ازیں ایک پنڈت صاحب سے سنسکرت بھی پڑھا کرتا تھا۔ اور اپنے گھر کہا کرتا تھا میں انٹرنس پاس کرنے کے بعد قادیان چلا جاؤنگا۔ اور اپنی زندگی سلسلہ کی خدمت کے لئے وقف کرونگا۔ اور وہاں سے فارغ التحصیل ہو کر مبلغ بنوں گا۔ میں اپنے ہفتہ وار جلسہ میں بعض اوقات اس کے ذمے کوئی مضمون لگا دیا کرتا تاکہ اسے بولنے میں مہارت ہو۔ مرحوم نے اپنی چند تقریروں میں ثابت کر دیا تھا۔ کہ وہ اپنے اندر از حد جوش رکھتا ہے۔ اور بہت جلد ایک لائق مبلغ بن جائیگا۔

ایسے سعید بچے کم دیکھنے میں آتے ہیں۔ مرحوم نے کبھی کسی کی نافرمانی نہیں کی۔ ہر ایک سے ادب۔ تہذیب اور شائستگی سے پیش آتا تھا۔ اپنے سکول کے اساتذہ کے پاس جا کر انہیں تبلیغ کر آیا کرتا۔ وہ اپنی کلاس میں سب طلباء سے تعلیمی لحاظ سے ہی اچھا تھا۔ ہماری جماعت کو اس کی وفات سے از حد صدمہ ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرما دے اور اس کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ اس بچے کے لئے دعائے مغفرت فرماویں۔

یہ چند سطور میں نے اخبار میں شائع ہونے کے لئے اس لئے دی ہیں۔ تاکہ ہماری جماعت کے بچے اپنے اس مرحوم بھائی کی زندگی سے سبق سیکھیں۔ اور ان کے والدین اپنے بچوں کی ایسی تربیت کریں۔ کہ ان میں وہ روح پیدا ہو جائے۔ جو مسیح موعود علیہ السلام اپنے افراد سلسلہ میں پیدا کر گئے ہیں۔

(محمد نذیر سکرٹری تعلیم و تربیت جماعت احمدیہ لائل پور)

فیض اللہ چک میں تبلیغ

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے (۲۳ مئی تا ۲۶ مئی) فیض اللہ چک ضلع گورداسپور میں چار روز تک تقریریں کیں۔ سامعین بہت ہی متاثر ہوئے۔ اور منشی غلام غوث صاحب نے بیعت کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبات جمعہ منگالیں

اس وقت تک خطبہ جمعہ ۶ر مئی فسادات لاہور اور مسلمانوں کا فرض۔ خطبہ ۱۳ر مئی تحریک اتحاد۔ شائع ہو چکے ہیں۔

"اسلام کی آواز" اور "آپ اسلام اور مسلمانوں کے لئے کیا کر سکتے ہیں" کاتب لکھ رہا ہے۔ بیرونجات سے جو احباب منگوانا چاہیں۔ جسقدر تعداد میں چاہیں۔ منگوا سکتے ہیں۔ قیمت ہر ایک کے لئے حسب ذیل ہوگی۔

۵۰۰۔ سات روپے۔ ۱۰۰۰۔ تیرہ روپے۔ دو ہزار ۲۵ روپے۔ اگر پانسو یا ہزار طبع کیا جائے۔ تو خرچ بہت زیادہ ہوتا ہے۔ یہ قیمت اس اندازہ سے لگائی گئی ہے۔ کہ بیرونی جماعتوں کے آرڈر ملا کر کم از کم پانچ ہزار چھاپے جائیں۔ کاپیاں تیار ہو کر پتھروں پر لگائی جا چکی ہیں۔ اس لئے جن احباب کو درکار ہوں بواپسی آرڈر ارسال فرماویں۔ دوئم اس لئے جلدی کریں۔ کہ یہ وقتی ضرورت کے لحاظ سے فوراً شائع ہو جانے چاہئیں۔ وقت گذرنے کے ساتھ اس کی ضرورت بھی کم ہوتی جاویگی۔

(خاکسار دلاور شاہ مکان نمبر ۱۰۹۸۔ یکی دروازہ لاہور)

موضع سوہاوہ میں دینی مسائل کی تحقیق

موضع سوہاوہ ضلع گوجرانوالہ میں ایک زمینداروں کی بستی ہے۔ ایک عرصہ سے میاں محمد علی صاحب احمدی نے ضلع سیالکوٹ سے اپنی سکونت موضع کلو متصل سوہاوہ میں اختیار کی۔ جن کے ذریعہ چوہدری جہان خان صاحب نمبردار اور چوہدری محمد عبد اللہ صاحب بن محمد قاسم خان صاحب احمدی ہو گئے۔ اور موضع سوہاوہ میں ایک چھوٹی سی جماعت قائم ہو گئی۔ موضع مذکور میں چوہدری قائم علی خان صاحب کا بڑا خاندانی گھر ہے۔ ان کا بیٹا چوہدری محمد بشیر اللہ خان ذہین نوجوان ہے۔ جسے تبلیغ کی گئی۔ اور وہ گذشتہ سالانہ جلسہ پر قادیان بھی آیا۔ ۲۶-۲۷ر مئی گفتگو کی تاریخیں مقرر ہوئیں۔ ہماری طرف سے مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی سوہاوہ تشریف لائے۔ احمدی مواضعات سے احمدی کافی تعداد میں آئے۔ جن کی رہائش اور کھانے وغیرہ کا انتظام چوہدری محمد بشیر اللہ خان صاحب بامداد چوہدری جہان خان صاحب نمبردار و محمد عبد اللہ صاحب و میاں محمد علی صاحب اپنی گرہ سے اپنے مکان پر کیا۔ ۲۶ر تاریخ وفات مسیح اور حیات مسیح پر ۳ گھنٹہ گفتگو ہوئی۔ دوسرے اجلاس میں صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر گفتگو ہوئی۔ مولوی غلام احمد صاحب نے لوگوں کو صداقت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل سنائے۔ دوسرے دن ختم نبوت کا مسئلہ زیر غور رہا۔ مناظرہ میں حاضری بہت زیادہ تھی۔ چوہدری سلیم اللہ صاحب اور قاسم خان صاحب اور غلام محمد صاحب۔ احمد خان صاحب نے عمدگی سے جلسہ کا انتظام کیا۔ جن کے لئے ہم خاص طور پر مشکور ہیں۔

چوہدری بشیر اللہ خان صاحب نے جو مالی قربانی دینی مسائل کی تحقیق کے لئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - مورخہ ۳ جون ۱۹۲۷ء

ہائی کورٹ پنجاب کا "رنگیلا رسول" کے متعلق فیصلہ

مسٹر جسٹس کنور دلیپ سنگھ جج عدالت عالیہ پنجاب نے کتاب "رنگیلا رسول" کے مقدمہ میں جو فیصلہ لکھا ہے۔ اس میں راجپال کو اس لئے بری نہیں قرار دیا۔ کہ کتاب مذکور میں بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان مبارک کے خلاف توہین آمیز حملے نہیں کئے گئے۔ بلکہ بقول ملزم کے وکیل "اس کتاب کے لکھنے کا مقصد محض تعدد ازدواج اور مختلف عمر کے اشخاص کی باہمی شادی کی خرابیاں ظاہر کرنا تھا۔" کیونکہ وہ اپنے فیصلہ میں لکھتے ہیں۔

"میں رسالہ کی اشاعت کے مقصد کی اس تشریح کو مسترد کرنے میں لحہ بھر کے لئے بھی متامل نہیں۔ یہ رسالہ بلاشبہ کم و بیش مذہب اسلام کے بانی (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر توہین آمیز حملہ ہے۔"

پھر عدالت عالیہ کے فاضل جسٹس نے ملزم مذکور کو اس لئے رہا نہیں کیا۔ کہ اس نے کتاب "رنگیلا رسول" شائع کر کے مسلمانوں کے دینی اور مذہبی جذبات کو نہایت بری طرح نہیں کچلا۔ اور ان کے قلب و جگر کو چھلنی نہیں کیا۔ کیونکہ وہ اپنے فیصلہ میں خود تسلیم کرتے ہیں۔

"رسالہ کا لب لباب و لہجہ عموماً بلاشبہ عناد آمیز ہے۔ اور جس سے مسلمان قوم کے جذبات کے مجروح ہونے کا احتمال ہے بلکہ اس سے ان کے دلوں میں نفرت کے جذبات پیدا ہو جانے کا احتمال بھی حق بجانب ہے۔"

اسی طرح مسٹر جسٹس دلیپ سنگھ نے ماتحت عدالتوں میں مجرم قرار پا کر سزا پانے والے ناشر "رنگیلا رسول" کو اس لئے رہا نہیں کیا۔ کہ اس نے اسلام کے بانی اور مسلمانوں کے مقدس پیشوا کے خلاف اس لئے بد زبانی اور بے ہودہ سرائی نہیں کی۔ کہ اس ذات اقدس کے متعلق لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا کرے اور اس طرح مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو مجروح کرے کیونکہ وہ فیصلہ لکھتے ہوئے خود اقرار کرتے ہیں۔

"کتاب جس کا معاملہ پیش ہے۔ اس معاملہ پر ایسی صورت میں بحث کرتی ہے۔ جس سے ہر قوم کے حسن مذاق رکھنے والے اشخاص کے دل میں اس سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور اس سے بعض مسلمانوں کے مذہبی احساسات کا مجروح ہونا بھی یقینی ہے۔"

پھر یہ سب کچھ تسلیم کرنے کے باوجود فاضل جج نے کیوں یہ لکھا۔ کہ "میں نظر ثانی کو بادل ناخواستہ منظور کرتا ہوں۔ اور مرافعہ گذار کو بری کر دیتا ہوں۔" محض اس لئے کہ وہ حکومت جو دنیا کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ مکمل حکومت کہلاتی ہے۔ اور جو ایک لمبے عرصہ سے ہندوستان پر حکمرانی کر رہی ہے۔ اس کے مجموعہ قوانین میں اس قسم کا کوئی قانون ہی موجود نہیں ہے۔ جس کے ذریعہ گذشتہ مذہبی راہنماؤں کے خلاف اعتراضات اور حملوں کو روکنا مقصود ہو۔ خواہ وہ حملے کتنے ہی شر آمیز اور کمینہ کیوں نہ ہوں۔" ان سے مذہبی رہنما کے ماننے والوں کے دل و جگر کتنے ہی زخمی اور مجروح کیوں نہ ہوں۔ اور ان سے ایسے رہنما کے پیرؤوں کے دلوں میں حملے کرنیوالوں اور ان کے ہم خیالوں کے متعلق کتنے ہی نفرت اور عداوت کے جذبات کیوں نہ پیدا ہوں۔ چنانچہ جو دفعہ اس مقدمہ پر عائد کی گئی تھی۔ اسے اس پر حاوی نہ قرار دیتے ہوئے اور قابل سرکاری وکیل کا یہ بیان پیش کرتے ہوئے کہ "تعزیرات میں کوئی اور دفعہ ایسی نہیں۔ جو اس مقدمہ پر حاوی ہو۔" فاضل جسٹس کنور دلیپ سنگھ ارشاد فرماتے ہیں۔

"میری رائے میں دفعہ ۲۹۷ تعزیرات ہند کے ساتھ ایک فقرہ اس مضمون کا بڑھا دینا چاہیئے۔ جس کے رو سے کسی شخص کے مذہبی احساسات کو مجروح کرنے کے ارادہ سے رسالے شائع کرنا اور کسی مذہب یا کسی شخص کی توہین کرنا جرم قرار دیا جائے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے۔ میں اس امر پر اظہار افسوس کرتا ہوں۔ کہ ایسی دفعہ کی تعزیرات میں کمی ہے۔"

گویا اس وقت تک تعزیرات ہند کا تمام مجموعہ اس قسم کے جرم کے انسداد میں قطعاً بے کار ہے۔ جو کسی مذہب کے مقدس بانی اور پیشوا کی توہین و تذلیل کر کے اس کے پیرؤوں کے مذہبی جذبات اور احساسات کو مجروح اور زخمی کرنے کے لئے کیا جائے۔ اور جب تک دفعہ ۲۹۷ میں وہ اضافہ نہیں کیا جاتا۔ جو عدالت عالیہ پنجاب کے ایک فاضل جج نے تجویز کیا ہے۔ اس وقت تک "رنگیلا رسول" ایسے رسالے لکھ کر اور شائع کر کے کروڑوں انسانوں کی دلآزاری کرنے والے فتنہ انگیز لوگ بالکل آزاد ہیں۔ کہ وہ اس سے بھی بڑھ کر مقدس مذہبی راہنماؤں کے خلاف جو چاہیں۔ شائع کر سکتے ہیں۔ اور قانون ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

لیکن کس قدر عجیب اتفاق ہے۔ ادھر پنجاب ہائی کورٹ کا فاضل جج کنور دلیپ سنگھ تعزیرات ہند کی جس دفعہ کو "رنگیلا رسول" ایسے فتنہ انگیز اور دل آزار رسالہ کے متعلق یہ کہکر بالکل بے کار قرار دیتا ہے۔ کہ "میں یہ رائے قائم نہیں کر سکتا۔ کہ دفعہ ۱۵۳ الف کسی گذشتہ مذہبی رہنما کی زندگی اور سیرت کے متعلق مخالفانہ بحث و تمحیص کو روکنے کے لئے وضع کی گئی تھی۔" اسی دفعہ کے ماتحت الہ آباد ہائی کورٹ کا ایک قابل جج ایک آریہ پنڈت کالی چرن کو بالکل اسی نوع کی کتاب "وچتر جیون" لکھنے پر جس نوع کی کتاب "رنگیلا رسول" تھی۔ مجرم قرار دے کر سزا دیتا ہے۔ چنانچہ آریہ اخبار تیج (۲۶ مئی) نے الہ آباد کی حسب ذیل خبر شائع کی ہے۔

"الہ آباد ۲۳ مئی۔ آگرہ کے مشہور آریہ سماجی پرچارک پنڈت کالی چرن شرما کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ آگرہ نے زیر دفعہ ۱۵۳ الف تعزیرات ہند حضور ملک معظم کی رعایا کی مختلف جماعتوں کے مابین منافرت پھیلانے کے الزام میں ایک سال قید سخت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دی تھی۔ پنڈت جی نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے اس فیصلہ کے خلاف ہائی کورٹ میں درخواست نگرانی دائر کی ہوئی تھی۔ آج اس کا فیصلہ سنا دیا گیا۔ مسٹر جسٹس دلال نے سائل کو مجرم قرار دیا۔ مگر سزا کم کر کے دو ماہ قید اور ایک ہزار جرمانہ بحال رکھی ہے۔"

بالکل ایک ہی نوعیت کے دو مقدمات کے دو ہائی کورٹوں کے فیصلے ایک دوسرے سے جس قدر فرق رکھتے ہیں۔ ظاہر ہے۔ مسلمانوں میں اتنی ہمت کہاں۔ کہ اس فرق کو دور کرانے کے لئے پنجاب ہائی کورٹ کے فیصلہ کو پریوی کونسل تک لے جائیں۔ لیکن کیا اس بارے میں گورنمنٹ کا کوئی فرض نہیں ہے۔ کیا وہ پنجاب ہائی کورٹ کے فیصلہ کے مطابق تعزیرات ہند کی اس کمی کو کسی نئے اضافہ کے ذریعہ دور کرے گی۔ یا الہ آباد ہائی کورٹ کے فیصلہ کے رو سے دفعہ ۱۵۳ الف کو ہی کافی سمجھے گی۔ سمجھ میں نہیں آتا جس دفعہ کے ماتحت الہ آباد ہائی کورٹ ایک ملزم کو مجرم قرار دیکر قابل سزا قرار دیتی ہے۔ وہی دفعہ بعینہٖ اسی قسم کے جرم کے متعلق پنجاب ہائی کورٹ کے نزدیک کیوں بے اثر ہو جاتی ہے۔ ملک معظم کی رعایا کے دو طبقوں کے درمیان جذبات نفرت و حقارت برانگیختہ کرنے کے جرم میں کالی چرن مصنف "وچتر جیون" کو الہ آباد کی ہائی کورٹ ایک ہزار جرمانہ اور دو ماہ قید کی سزا دیتی ہے۔ لیکن

بالکل اسی جرم میں "رنگیلا رسول" کے ناشر راجپال کو پنجاب ہائی کورٹ کے جسٹس کنور دلیپ سنگھ صاحب بری کر دیتے ہیں۔ کیا اس میں مسلمانان پنجاب کی بدقسمتی کو دخل نہیں ہے۔

اتحاد بین المسلمین اور مولوی محمد علی صاحب

مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں جو ۲۵ رمئی کے "پیغام صلح" میں شائع ہوا ہے۔ اتحاد بین المسلمین کے مسئلہ پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اور بالآخر یہ رائے ظاہر کی ہے۔ کہ

"وہ اتحاد بین المسلمین قائم نہیں ہو سکتا جب تک کہ باہمی تکفیر کو دور نہ کیا جائے"

اگر جناب مولوی صاحب کے نزدیک مسلمانوں میں اتحاد قائم کرنے کی یہی صورت ہے۔ تو وہ اسی کو ذریعہ اتحاد بنا کر کامیابی حاصل کریں۔ ضرورت اس وقت اتحاد کی ہے۔ اور جلد سے جلد اتحاد پیدا کرنے کی ہے۔ کیونکہ دشمن متحدہ طاقت کے ساتھ مسلمانوں کو کچل ڈالنے کے لئے مصروف عمل ہے۔ اب دشمن کے مقابلہ کے لئے مسلمانوں کے اتحاد کی جو صورت بھی کسی کے نزدیک بہترین صورت ہے۔ اس پر وہ عمل پیرا ہو۔ اور بغیر دوسروں کی تنقیص کرنے کے اپنے طریق پر عمل کر کے کامیابی حاصل کرے۔ جب اس کا پیش کردہ طریق کامیاب نظر آئیگا۔ تو مسلمان خود بخود اس کی طرف جھکنے شروع ہو جائیں گے۔ کیونکہ وہ اتحاد و اتفاق کی ضرورت کو اس وقت بہت سختی کے ساتھ محسوس کر رہے ہیں۔

پس ہم مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کریں گے۔ کہ اگر ان کے نزدیک مسلمانوں میں سیاسی اور قومی معاملات کے متعلق بھی اس وقت تک اتحاد اور اتفاق نہیں ہو سکتا۔ جب تک باہمی تکفیر کو دور نہ کر دیا جائے۔ اور سارے مسلمانوں کے عقائد یکساں نہ ہو جائیں۔ تو وہ صرف اپنے ہم خیالوں کے باہمی تکفیر کو دور کرنے میں کوشاں ہوں۔ کسی کو ان پر اعتراض نہ ہوگا۔ لیکن خدارا اس طریق اتحاد میں روڑا نہ اٹکائیں۔ جس کے متعلق ان کا اپنا اقرار ہے۔ کہ

"بہت سے سمجھدار سیاسی لیڈروں کا یہی خیال ہے کہ اس طرح انہیں اتحاد بین المسلمین کا کوئی صحیح طریق بتانے والا نہیں تسلیم کیا جائیگا۔ بلکہ افتراق اور افتراق پیدا کرنیوالا سمجھا جائیگا"

اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے۔ کہ جناب مولوی صاحب کو کوئی ایسا طریق معلوم ہو گیا ہے جس کے ذریعہ وہ ہر فرقہ کے عقائد کو بدلنے کے بغیر باہمی تکفیر کو دور کر سکتے ہیں۔ اور کیا ابھی اتنی جلدی ممکن ہیں کہ مسلمان موجودہ فتنہ کا مقابلہ کرنیکے لئے متحد ہو سکتے ہیں۔ تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ پھر دیر ہی کیا ہے۔ وہ اپنا کام شروع کریں۔

ہندو دھرم کا نیا آئین

پونا ۲۱ رمئی۔ شری شنکر آچاریہ ڈاکٹر کورٹ کوٹی نے کمیٹیاں مقرر کی ہیں۔ جو ہندو دھرم کے لئے جدید آئین اور ایک نئی سمرتی کا مسودہ مرتب کریں گی" ([illegible] ۲۳ مئی)

یہ اس مذہب کی حالت ہے۔ جس کے پیرووں کا دعویٰ ہے۔ کہ ہندو دھرم عالمگیر مذہب ہے۔ اور جن کی کوشش ہے۔ کہ تمام دنیا کے لوگوں کو اس دھرم کے پیرو بنا لیں۔ حالانکہ وہ اس قدر نامکمل اور اتنا ناقص ہے۔ کہ خود ہندوؤں کو نئے آئین اور جدید قوانین مرتب کرنے کے لئے کمیٹیاں مقرر کرنے کی ضرورت پیش آ رہی ہے۔ ایسے مذہب کا اسلام کے مقابلہ میں ایک لحظہ کے لئے بھی ٹھیرنا ناممکن ہے۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ مسلمان اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ اور اپنے اوقات اور اپنے اموال اس کام کے لئے خرچ کرنے سے دریغ نہ کریں۔

اچھوت اودھار کے لئے دان

ادنےٰ اقوام کو ہندو بنانے کے لئے ہندو صاحبان جس طرح روپیہ بے دریغ صرف کر رہے ہیں۔ اس کا کچھ اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ بمبئی کے دو سیٹھوں نے اس کام کے لئے ۲۵ ہزار اور اڑھائی ہزار روپیہ یکمشت پیش کیا ہے۔ کیا مسلمانوں کے امراء طبقہ میں بھی کوئی اس قسم کی مثال مل سکتی ہے۔ نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ جن مسلمانوں کو خدا تعالیٰ نے مال و دولت دی ہے۔ وہ اپنے آرام و آسائش میں اس قدر غافل ہیں۔ کہ انہیں قوم اور مذہب کی ترقی اور حفاظت کا [illegible] ہی کم خیال ہے۔ وہ نہ صرف اس میں عملی طور پر حصہ نہیں لیتے۔ بلکہ [illegible] نہیں کرتے۔ مسلمان امراء کو بیداری سے کام لینا چاہیئے۔

"ملاپ" میں غنڈاپن

آجکل آریہ اخبار مسلمانوں کے متعلق ایسی شرافت کا ثبوت دے رہے ہیں۔ اس کا اگر نمونہ دیکھنا ہو۔ تو ۲۶ رمئی کا "ملاپ" دیکھ لیا جائے۔ جس میں ایک نظم کا ایک ٹکڑا "بولی غنڈوں کی [illegible]" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ یہ مضمون مسلمانوں کو مخاطب کر کے لکھا گیا ہے۔ اور اس میں ساڑھے سات کروڑ مسلمانوں کو غنڈے کہا گیا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ اس طرز کلام سے ہندوؤں کا مقصد کیا ہے۔ اگر وہ یہ چاہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو گالیاں دے دے کر ہندوستان سے نکال دیں۔ تو یہ ناممکن ہے۔ لیکن اگر وہ اس طرح یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ جن مسلمانوں پر شورش کا الزام لگایا جاتا ہے۔ وہ غنڈے ہیں۔ تو کیا وہ ہندو جن پر فتنہ انگیزی کا الزام عائد ہوتا ہے۔ وہ شریف اور نجیب ہیں۔ اگر یہی مطلب ہے۔ تو معلوم ہوا غنڈے مسلمان اور شریف ہندو ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔

ہندوؤں کو اس درجہ بازاری پن پر نہیں اترنا چاہیئے۔ کہ مسلمانوں کو مخاطب کرنے کے لئے ان کے پاس سوائے لفظ غنڈہ کے اور کوئی لفظ ہی نہ رہے۔ ورنہ ملک کے امن کو برباد کرنے کے وہی مجرم ہونگے۔

مسلمان خواتین پر "آریہ گزٹ" کا کمینہ حملہ

ایک دوسرے اخبار "آریہ گزٹ" (۲۶ رمئی) کی آنریبل اور شرافت ملاحظہ ہو۔ مسلمان عورتوں کا تبلیغ اسلام میں حصہ لینے کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے۔

"برقعہ پہننے والی عورتیں تبلیغ کے میدان میں خاک نکلیں گی۔ مسلمان مرد ہندوؤں کو مسلمان نہ بنا سکے۔ تو عورتیں بیچاری کیا کر سکتی ہیں۔ اس امر کا ڈر ضرور ہے۔ کہ کسی حسینہ کا ابرو خمدار کسی کافر کے دل کو چھین لے۔ ورنہ برقعہ والی تبلیغی ہتھکنڈوں میں پھنسنے کے نہیں"

مسلمان خواتین کے خلاف یہ آریہ قوم کے اخبار کا نہایت کمینہ اور رذیلانہ حملہ ہے۔ جو نیوگ جیسی شرمناک اور غیرت کش تعلیم پر عامل ہیں۔ کہ کوئی اولاد نہ ہو تو [illegible] اپنی نوجوان عورتوں اور لڑکیوں کو بازاروں میں [illegible] کی دعوت عام کے ساتھ پھرانے کی رسم جدید جاری کر رہے ہیں۔ گو ابھی اور فیض آباد کے متعلق اس قسم کی خبریں ناظرین الفضل پڑھ چکے ہیں۔ اب دہلی کے متعلق خواجہ حسن نظامی صاحب اپنے اخبار منادی [illegible] میں لکھتے ہیں۔

"۱۵ رمئی کو دہلی میں اس قوم کی ایک موٹر لاری شہر میں پھرائی گئی۔ جس کے اندر دس بارہ خوبصورت لڑکیاں [illegible] بٹھائی گئی تھیں۔ اور موٹر پر لکھا تھا۔ شدھ ہو جاؤ اور پسند کر لو"

برقعہ پہننے والی مسلمان خواتین پر حملہ کرنے والے "آریہ گزٹ" کو یہ خبر پڑھ کر شرم و ندامت سے ڈوب مرنا چاہیئے۔ کہ خود آریہ کیسی کیسی حیا سوز کارروائیاں کر رہے اور اپنی لڑکیوں سے کیا کام لے رہے ہیں۔ جو لوگ اپنی غیرت اس طرح خرافات سے فروخت کر رہے ہوں۔ انہیں دوسروں کی شرافت کا اندازہ اپنی حالت سے نہیں لگانا چاہیئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

اخبار ”ہندو ہیرلڈ“ کے ایک مضمون کا جواب

ہاتھ میں سونٹا رکھنا۔ تبلیغ اسلام کرنا اور ہندوؤں سے چھوت چھات

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(فرمودہ ۲۷ مئی ۱۹۲۷ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

میں نے پچھلے دنوں میں جو خطبات موجودہ زمانہ کے فتنہ کے متعلق دیئے ہیں۔ یا جو اشتہارات وغیرہ شائع کئے ہیں۔ ان کے متعلق

اہل ہنود میں سے بعض

کو یا تو غلط فہمی لگی ہے۔ یا انہوں نے دوسروں کو غلط فہمی میں ڈالنا چاہا ہے۔ بہرحال کچھ ہو۔ ہندو ہیرلڈ کی جو لاہور کا ایک انگریزی پرچہ ہے ایک کاپی خاص طور پر یا تو اخبار والوں نے خود بھیجی ہے یا کسی اور نے اس کا مضمون پڑھ کر بھجوائی ہے۔ اس میں ایک مضمون میرے ان امور کے متعلق لکھا گیا ہے۔ جن کا ذکر میرے خطبات یا اشتہارات میں آیا ہے۔ اور ان کے خلاف اعتراض کئے گئے ہیں۔ آج میں خطبہ کے ذریعہ ان

اعتراضات پر روشنی

ڈالنا چاہتا ہوں:۔

مضمون نگار لکھتا ہے۔ آج کل تمام لیڈر امن امن اور صلح صلح پکار رہے ہیں۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی عملی طور پر امن قائم کرنے کے لئے قدم نہیں اٹھاتا۔ اور سوائے باتوں کے کوئی کام نہیں کرتا۔ اس کے بعد میرے متعلق مضمون نگار نے لکھا ہے۔ مجھے خیال تھا۔ کہ ان کو کسی قدر عقل سلیم سے حصہ ملا ہے۔ اور وہ کسی حد تک معقول بات کر سکتے ہیں۔ لیکن ان کے تازہ مضامین پڑھنے کے بعد میری امید اور حسن ظنی مایوسی اور بدظنی سے بدل گئی ہے۔

اس بات کے ثبوت میں مضمون نگار نے میری تحریروں اور تقریروں سے

تین باتیں

خصوصیت سے چنی ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے۔ کہ میں نے مسلمانوں کو نصیحت کی ہے۔ کہ اپنے ہاتھ میں سونٹا رکھیں۔ دوسری یہ کہ میں نے مسلمانوں کو تلقین کی ہے۔ کہ تمام ہندوؤں میں اسلام کی تبلیغ جبر سے کریں۔ اور سب کو مسلمان بنانے کی کوشش کریں۔ اور تیسری یہ کہ مسلمان ہندوؤں کا پوری طرح بائیکاٹ کریں۔ اور ان سے کسی قسم کا لین دین نہ کریں۔

میرے مضامین میں مضمون نگار صاحب کو یہ تین باتیں قابل اعتراض نظر آئی ہیں۔ اور ان کا خیال ہے۔ کہ آج کل کے زمانہ میں جو عام

شورش کی رو

چل رہی ہے۔ میں بھی اس میں بہ گیا ہوں۔ وہ مجھے نصیحت کرتے ہیں۔ مجھے اپنی جماعت کے لوگوں کو یہ سمجھانا چاہیئے۔ کہ امن سے رہیں۔ اور ہندوؤں کے ساتھ امن سے زندگی بسر کرنی چاہیئے۔

چونکہ مضمون نگار صاحب نے اپنے خیالات سے پبلک طور پر آگاہ نہیں کیا۔ اور مجھے کبھی ان کے سننے کا اتفاق نہیں ہوا۔ اس وجہ سے میں ان سے واقف نہیں ہوں۔ اس لئے نہیں کہہ سکتا کہ ان کے ذاتی خیالات موجودہ حالات اور واقعات کے متعلق کیا ہیں۔ لیکن عام حالات اور خیالات جو پھیل رہے ہیں۔ اور جو لوگوں پر غالب آرہے ہیں۔ ان کو مدنظر رکھتے ہوئے یہی خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ مضمون نگار کے خیالات بھی

عام ہندوؤں کے خیالات

کے مطابق ہی ہونگے۔ اس لئے انہی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں جواب دیتا ہوں:۔

پہلی چیز جو میرے مضامین میں مضمون نگار صاحب کو قابل اعتراض نظر آئی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ میں نے مسلمانوں سے کہا ہے۔ اپنے

ہاتھ میں سونٹا

رکھیں۔ مضمون نگار لکھتا ہے۔ یہ کہہ کر میں نے امن میں خلل ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن مضمون نگار نے اس بات پر غور نہیں کیا۔ کہ ہتھیار رکھنے سے

امن میں خلل

نہیں پڑا کرتا۔ بلکہ ہتھیار کے ناجائز استعمال سے خلل پڑتا ہے۔ اگر صرف ہتھیار رکھنے سے امن میں خلل پڑتا ہے۔ اور بدامنی پیدا ہوتی ہو۔ تو دنیا کی گورنمنٹیں سب سے زیادہ دنیا میں بدامنی اور بربادی پیدا کرنے والی ہونی چاہئیں۔ کیونکہ ہر گورنمنٹ توپیں۔ بندوقیں تلواریں مشین گنیں بمب۔ ہوائی جہاز۔ جنگی جہاز اور دوسرے لڑائی کے سامان اپنے ہاں رکھتی ہے۔ اگر ان چیزوں کے رکھنے سے خلل امن واقعہ ہوتا ہے۔ تو دنیا کی کوئی ایک بھی گورنمنٹ ایسی نہیں ہو سکتی۔ جو امن کے برباد کرنے والی نہ ہو۔ اور صرف وہی گورنمنٹ امن قائم رکھنے والی قرار پائیگی۔ جو اپنی فوجیں موقوف کر دے تلواریں اور بندوقیں توڑ دے۔ توپیں اور جنگی جہاز بیکار کر دے۔ اور بالکل نہتی ہو کر بیٹھ جائے۔ لیکن ایسی کوئی حکومت چند دن سے زیادہ نہ چلیگی۔ آج تک تو کبھی کوئی حکومت ایسی ہوئی نہیں۔ اور اگر اب ہوئی۔ تو ہمسایہ حکومت اسے ایک دن کے لئے بھی زندہ نہ رہنے دیگی۔ پس اگر تمام دنیا کی گورنمنٹیں حتیٰ کہ

ویدک زمانہ کی حکومتیں

بھی جن کی تعریف میں ہندو زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہوئے نہیں تھکتے۔ ہتھیار رکھتی تھیں۔ اور اگر ویدوں میں اس قسم کی دعائیں سکھائی گئی ہیں۔ کہ اے پرمیشور ہمارے ہتھیاروں کو طاقت بخش ان کی ضربیں کاری ہوں۔ تو پھر اور کونسا زمانہ آسکتا ہے۔ جب

ہتھیار رکھنے کی ضرورت

نہ رہے۔ اور ہتھیار رکھنے کو برا سمجھا جائے۔ اگر ہتھیار رکھنے سے امن میں خلل پیدا ہوتا ہے۔ اور اگر ہتھیار پکڑنے سے فساد رونما ہوتا ہے۔ تو پھر اس طرح امن میں خلل پیدا کرنے اور فساد پھیلانے میں

دنیا کے تمام مذاہب اور ساری حکومتیں

شریک ہیں۔ مسلمانوں کے متعلق تو کہا ہی جاتا ہے۔ کہ وہ تلوار چلاتے رہے ہیں۔ لیکن کیا ہندو دھرم کے بزرگوں رام چندر جی اور کرشن جی نے تلوار نہیں چلائی۔ پھر کیا ہندو تسلیم کرینگے۔ کہ ان کا تلوار چلانا بھی امن کے خلاف تھا۔ اور ویدوں میں ہتھیاروں سے کام لینے کا جو ذکر ہے۔ وہ بھی امن کی تعلیم کے خلاف تعلیم دی گئی ہے۔ اگر نہیں تو کیوں؟ پس اگر ہتھیار کا پاس رکھنا فساد پیدا نہیں کرتا۔ اور ہتھیار کا ہاتھ میں ہونا بدامنی نہیں پیدا کرتا۔ بلکہ ہتھیار کا ناجائز استعمال بدامنی پیدا کرتا ہے۔ تو پھر مجھ پر اسوقت اعتراض ہونا چاہیئے۔ جب میں مسلمانوں سے یہ کہوں۔ کہ اپنے ہاتھوں میں

سونٹے دو۔ اور جو ہندو تمہیں ملے۔ اس کا سر توڑ دو۔ اور جسے اپنے مذہب کے خلاف پاؤ اس کا سر پھوڑ دو۔ اگر میری تقریروں اور تحریروں میں سے کوئی اشارتاً یا کنایتاً اس قسم کی ہدایت دکھا دے تو میں

اپنی غلطی کا اقرار

کرنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن جہاں میں نے سونٹا رکھنے کے لئے کہا ہے۔ وہاں یہ بھی ہدایت کی ہے۔ کہ سوائے ایسے وقت کے جہاں اپنی جان جانے کا خطرہ ہو۔ اور سوائے خود حفاظتی کے اس کا استعمال نہ کیا جائے۔ پھر مجھے امن شکن کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے۔ میں نے جو

سونٹا رکھنے کے متعلق ہدایات

لکھی ہیں۔ یا بیان کی ہیں۔ ان کو اس تعلیم کے سامنے رکھ کر جو دیدوں میں ہتھیاروں کے استعمال کرنے کے متعلق دی گئی ہیں۔ دیکھ لیا جائے اگر میرے الفاظ اس تعلیم سے زیادہ محفوظ نہ ہوں۔ اور اس تعلیم سے زیادہ ان میں صلح جوئی اور امن پسندی نہ پائی جائے۔ تو پھر بھی مجھ پر جو الزام لگایا جائے۔ اسے میں قبول کرنے کے لئے تیار ہوں۔ میں نے جو کچھ کہا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ

خود حفاظتی کے لئے

اپنے پاس کم از کم سونٹا رکھو۔ کیونکہ جب انسان نہتا ہوتا ہے۔ اور مقابل میں دوسری قوم کے پاس ہتھیار ہوں۔ تو اس میں بزدلی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ہر وقت کے اس خوف اور ڈر کی وجہ سے کہ ہتھیار سے حملہ کر کے نقصان نہ پہنچا دے۔ دلیری اور بہادری مٹ جاتی ہے۔ اور ایسے لوگ ذلیل ہو جاتے ہیں۔ ان کی حالت وہی ہوتی ہے۔ جو خواجہ سراؤں کی ہوتی ہے۔ جس طرح ان میں

مردانہ جرأت اور بہادری

نہیں ہوتی۔ ویسی ہی اس قوم کی حالت ہوتی ہے۔ جو دوسروں کے مقابلہ میں نہتی ہو۔ ایسے لوگ سمجھتے ہیں۔ دوسرے نے ہتھیار استعمال کیا۔ تو کیا کریں گے۔ اس وجہ سے ہر وقت انہیں اپنی جان بچانے کا ڈر رہتا ہے۔ پس میں نے مسلمانوں سے جو کچھ کہا ہے وہ

قومی اخلاق کی درستی

کے لئے کہا ہے۔ نہ کہ فتنہ و فساد پھیلانے کے لئے تعلیم دی ہے۔ اب اگر کسی کا اپنی قوم کے اخلاق کی درستی کا خیال رکھنا اور ایسی تعلیم دینا جس سے اس میں جرأت اور بہادری پیدا ہوتی ہو۔ اور وہ ذلت اور بزدلی سے بچ سکتی ہو جرم ہے۔ تو اسے میں قبول کرتا ہوں مگر اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ اس مضمون میں مضمون نگار نے ان

سکھ گرو

کو امن میں خلل ڈالنے والا قرار نہیں دیا۔ جنہوں نے سکھوں کو کرپان رکھنے کا حکم دیا تھا۔ اگر وہ سکھ گرو کرپان رکھنے کا حکم دیتے ہوئے امن قائم کرنے والے تھے۔ تو اسی قسم کی تعلیم دینے سے میں کس طرح مجرم بن گیا۔ جس طرح انہوں نے اپنے پیرؤوں کو کرپان رکھنے کے لئے کہا اسی طرح میں نے بھی مسلمانوں کو ڈنڈا رکھنے کے لئے کہا۔ ہاں

ایک فرق

ضرور ہے۔ اور وہ یہ کہ انہوں نے کہا۔ ہر وقت کرپان اپنے پاس رکھو۔ لیکن میں نے یہ کہا ہے۔ کہ جب تک دشمن کے پاس ہتھیار ہو۔ یا جب تک ہتھیار رکھنے والی قوم کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے والے لوگ موجود ہوں۔ اس وقت اپنی حفاظت کے لئے سونٹا رکھو۔ گویا میرا حکم پھر بھی کم چیز کا ہے۔ کیونکہ سکھ گرو صاحب کا تو یہ حکم ہے۔ کہ خواہ خطرہ ہو یا نہ ہو۔ کسی اور کے پاس ہتھیار ہو یا نہ ہو۔ سکھ کرپان ضرور رکھیں۔ لیکن میں نے یہ کہا ہے۔ کہ جب دوسروں کے پاس ہتھیار ہوں۔ جب اپنی جان و مال کا خطرہ ہو۔ اس وقت سونٹا اپنے پاس رکھو۔ اگر یہ فساد کی تعلیم ہے۔ اور مضمون نگار نے دیانت داری کے ساتھ اس پر اعتراض کیا ہے۔ تو اسے چاہیئے تھا۔ سکھوں کے گرو صاحب پر بھی اعتراض کرتا لیکن اگر وہ کرپان رکھنے کا حکم دینے والے پر اعتراض نہیں کرتا۔ تو سونٹا رکھنے کا حکم دینے والے پر اس کے لئے اعتراض کرنے کی کیا گنجائش ہے۔ سوائے اس کے کہ سمجھا جائے۔ مضمون نگار کو

مسلمانوں سے تعصب

ہے۔ اس وجہ سے وہ تعصب کی ایک آنکھ نہیں دیکھتا۔ کیونکہ اگر سکھوں کا گرو کرپان رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ تو کہتا ہے۔ کیا امن قائم کرنے والا انسان تھا۔ لیکن اگر

مسلمانوں کا امام

سونٹا رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ تو کہتا ہے۔ یہ فساد پھیلاتا ہے۔ لیکن حق یہ ہے۔ کہ سکھوں کے گرو صاحب نے کرپان رکھنے کا جو حکم دیا وہ ٹھیک دیا تھا۔ اس وقت سکھوں کو خطرات تھے۔ اور دوسرے لوگ ہتھیار رکھتے تھے۔ سکھ گرو صاحب نے سکھوں کے اخلاق کی درستی کے لئے

کرپان رکھنے کا حکم

دیا تھا۔ اور نہایت اچھا حکم دیا تھا۔ میں اس حکم کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ گرو صاحب نے اپنی قوم پر بہت بڑا احسان کیا۔ کیونکہ اس کے اخلاق کی نگرانی کی۔ اور اسی طرح میں نے بھی کیا۔ اور حق کیا۔ نہ وہ گرو صاحب کسی اعتراض کے نیچے آتے ہیں۔ اور نہ میں۔ لیکن اگر کسی نے اعتراض کرنا ہے۔ تو دونوں پر کرے۔ میں تو دیکھتا ہوں حضرت مسیح جنہوں نے اتنی نرمی کی تعلیم دی ہے۔ کہ اگر کوئی تمہارے ایک گال پر تھپیڑ مارے۔ تو دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دو۔ ان کے متعلق بھی آیا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے حواریوں سے کہا

کپڑے بیچ کر تلوار خرید لو

اب ایک طرف تو حضرت مسیح یہ تعلیم دیتے ہیں۔ کہ اگر کوئی تمہارے ایک گال پر تھپیڑ مارے۔ تو دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دو۔ یہ ایسی تعلیم ہے۔ کہ جس کے نتیجہ میں سوسائٹی تباہ ہو جاتی ہے۔ بدمعاش اور غنڈے بڑا زور پکڑ سکتے ہیں۔ اور کمزوروں کا رہنا محال ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ نتیجہ ہوگا اس کے متعلق حد سے زیادہ زور دینے اور نرمی کے حد سے زیادہ کرنے کا۔ نہ کہ یہ جبر کی تعلیم کا نتیجہ ہوگا۔ یہ بظاہر امن ہی کی تعلیم ہے۔ لیکن باوجود امن کی اتنی انتہائی تعلیم دیتے کے جو ناقابل عمل ہے۔ اور جس پر عیسائی کبھی عمل نہ کر سکے۔ اس کے مقابلہ میں حضرت مسیح نے یہ بھی کہا۔ کہ اپنے کپڑے بیچ کر تلواریں خرید لو۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ جہاں حضرت مسیح نے تلوار خریدنے کا حکم دیا ہے۔ وہاں قومی اخلاق کی درستی کو مدنظر رکھا ہے۔ اور جہاں ایک گال پر تھپیڑ کھا کر دوسرا آگے کرنے کو کہا ہے۔ وہاں

محبت اور نرمی کی تعلیم

دی ہے۔ بعینہٖ حضرت مسیح کی طرح میں نے بھی تعلیم دی ہے۔ میں نے کہا ہے۔ اگر دوسرے تم پر ظلم بھی کریں۔ تو اسے برداشت کرو۔ اور جوش میں نہ آؤ۔ لیکن جب تمہاری جان پر حملہ ہو۔ اور جان جانے کا خوف ہو۔ تو اس وقت مدافعت کرو۔ اور اس میں بھی یہ بات مدنظر رکھو کہ کسی کی جان مت لو۔ ہاں جس طرح حضرت مسیح نے کہا ہے۔ کہ کپڑے بیچ کر تلوار خرید لو۔ اتنا زور میں نے نہیں دیا۔ بلکہ یہ کہا ہے۔ کہ معمولی ڈنڈا قیمتاً لے لو۔ یا جنگل سے کاٹ لو۔ پھر ایک گرو صاحب نے تو سکھوں کو کرپان رکھنے کے لئے کہا ہے۔ لیکن میں نے سونٹا رکھنے کے لئے کہا ہے۔ انہوں نے ہر وقت کرپان رکھنے کے لئے کہا ہے لیکن میں نے کہا ہے۔ جہاں خطرہ ہو۔ وہاں رکھو۔ اسی طرح حضرت مسیح نے کہا تھا۔ کہ تلوار خرید و کپڑے بیچ کر۔ لیکن میں نے کہا ہے معمولی سونٹا لے لو۔

عجیب بات ہے

حضرت مسیح تلوار خریدنے کا حکم دینے پر امن میں خلل پیدا کرنے والے نہیں بنتے۔ سکھ گرو کرپان رکھنے کا حکم دینے پر فساد ڈلوانے والے نہیں قرار دیئے جاتے۔ لیکن مسلمانوں کو یہ تعلیم دینا کہ اپنی حفاظت کے لئے سونٹا رکھو۔ یہ فساد ڈلوانے کی تعلیم بن جاتی ہے۔ ہندو یا تو یہ اعلان کریں۔ کہ ویدک تعلیم۔ حضرت مسیح کی تعلیم۔ سکھ گرو صاحب کی تعلیم بھی فساد ڈلوانے والی ہے۔ یا پھر یہ اقرار کریں۔ کہ میں نے جو کچھ کہا ہے۔ اس سے بھی کوئی فساد نہیں پیدا ہوتا۔ کیونکہ میری بھی ایسی ہی تعلیم ہے۔ جیسی ان کی ہے۔ ہاں اگر یہ ثابت کر دیا جائے۔ کہ میں نے مسلمانوں سے کہا ہے۔ اپنے ہاتھ میں سونٹا لو۔ اور جو تمہیں ملے۔ اس کے سر پر دے مارو۔ تو پھر مجھ پر اعتراض ہو سکتا ہے۔ لیکن چونکہ اس قسم کی کوئی بات میری کسی تقریر و تحریر سے ہرگز ثابت نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے مجھ پر

اعتراض کرنا کسی صورت میں بھی صحیح نہیں ہو سکتا۔

یہ پہلے اعتراض کا جواب ہے۔

دوسرا اعتراض

یہ کیا گیا ہے۔ کہ میں نے مسلمانوں کو کہا ہے۔ ہندوؤں کو جبراً مسلمان بناؤ۔ مگر یہ صحیح نہیں۔ پہلی بات تو درست تھی۔ مگر اس پر اعتراض غلط تھا۔ لیکن یہ بات ہی غلط ہے۔ میں جب سے پیدا ہوا ہوں" ایک لحظہ کے لئے بھی کبھی اس بات کا قائل نہیں ہوا۔ کہ

مذہب میں جبر

کو بھی کوئی دخل ہو سکتا ہے۔ بلکہ میں نے ہمیشہ اعلان کیا۔ کہ مسلمان ایسے اخلاق بنائیں۔ جن میں جبر کا شائبہ بھی نہ پایا جائے۔ اور جن کی اسلام تعلیم دیتا ہے۔ میرے نزدیک ماں باپ یا استاد کو اُن بچوں پر جو ان کی نگرانی میں ہوتے ہیں۔

جبر کرنے کا حق

ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو ان کے سپرد کر دیتے ہیں۔ لیکن ان کے علاوہ کسی اور کو قطعاً کسی پر جبر کا حق نہیں ہے۔ ہر شخص اپنی رائے میں آزاد ہے۔ اعمال میں بعض اوقات جبر ہوتا ہے۔ مثلاً حکومت جبر کرتی ہے۔ یا امام وقت اپنے پیروؤں پر اعمال کے متعلق جبر کرنے کا حق رکھتا ہے۔ لیکن یہ حق اپنی پارٹی اور اپنی جماعت پر ہوتا ہے۔ یہ نہیں۔ کہ دوسروں پر جبر کیا جائے۔ چونکہ امام اپنے لوگوں کے بُرے کاموں سے بدنام ہوتا ہے۔ اور ان کے نیک کاموں سے اس کی ہی نیک نامی ہوتی ہے۔ اس لئے اسے اختیار ہوتا ہے۔ کہ اپنے لوگوں کے

اعمال کی نگرانی

کرے۔ احمدی ان لوگوں سے جو احمدی کہلاتے ہیں۔ کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہمارے ساتھ مل کر کام کرو۔ اور ہمارے اعمال کی طرح اپنے اعمال بناؤ۔ لیکن یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ غیر مبایعین وہی کچھ کریں جو مبایع کرتے ہیں۔ یا شیعہ۔ سنی۔ وہابی وہی کریں۔ جو ہم کرتے ہیں۔ پس میں نے ہمیشہ جبر کی تعلیم کے خلاف تعلیم دی ہے۔ اور کوئی میری کتابوں۔ میرے اشتہاروں۔ میرے خطبوں۔ میری گفتگو سے ایک سطر بھی ایسی نہیں دکھا سکتا۔ جس میں مَیں نے جبر کرنے کے لئے کہا ہو۔ یہ بالکل غلط ہے۔ کہ میں نے مسلمانوں سے کہا ہے وہ جبراً ہندوؤں کو مسلمان بنائیں۔ لیکن یہ بے شک میں نے کہا ہے۔ کہ

تبلیغ کے ذریعہ

سارے ہندوستان کو مسلمان بنانے کی کوشش کرو۔ اگر یہ کہنے سے فتنہ پڑتا ہے۔ تو شردھانند کو بھی فتنہ پرداز کہنا چاہئے۔ مگر عجیب بات ہے۔ ایک طرف تو ان کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ وہ شہید ہیں کیونکہ شدھی کا جو حق تھا۔ اس کے لئے مارے گئے ہیں۔ لیکن دوسری طرف میرے متعلق جو تبلیغ کو اپنا سب سے بڑا فرض سمجھتا ہوں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ میں نے جو

ہندوؤں کو مسلمان بنانے کی تعلیم

دی ہے۔ یہ فساد کی تعلیم ہے۔ دیکھو ہندو سینکڑوں نہیں ہزاروں سالوں سے اپنے مذہب کی تبلیغ ترک کر کے بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ اگر سارے ہندوستان میں کہتے پھریں۔ کہ اپنے مذہب کی تبلیغ کرو۔ اور سب کو ہندو بنا لو۔ تو یہ ان کا حق ہو۔ اور ایسا حق ہو۔ جس کی وجہ سے مارے جانے والے کو شہید کا خطاب دیں۔ لیکن اگر وہی بات

احمدی جماعت کا امام

کہتا ہے۔ تو اُسے فتنہ و فساد کہا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں۔ اگر میرے یہ کہنے سے کہ سارے ہندوستان کو مسلمان بنا لو۔ فساد پیدا ہوتا ہے۔ تو پھر سارے مصلح فسادی تھے۔ جب بھی کوئی مصلح کھڑا ہوتا ہے اسی نیت اور اسی ارادہ سے کھڑا ہوتا ہے۔ کہ ساری قوم یا ساری دنیا کو اپنی تعلیم منوانی ہے۔ اگر وہ دس آدمیوں کو منوا لیتا ہے۔ اور پندرہ کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور ان کو منوانے کے لئے کوشش نہیں کرتا۔ تو وہ مصلح نہیں کہلائیگا۔ اگر وہ پندرہ آدمیوں کے لئے کھڑا ہوا ہے۔ تو اس کا فرض ہے۔ کہ پندرہ کو ہی منوانے کی کوشش کرے۔ دیکھو جس طرح کوئی ڈاکٹر یہ نہ کہیگا۔ کہ اس کے پاس جو دس مریض آتے ہیں۔ ان میں سے ۹ تو بچ جائیں۔ اور ایک مر جائے۔ اس کی یہی کوشش ہوگی۔ کہ سب بچ جائیں۔ اسی طرح ایک امام۔ ایک مصلح ایک مبلغ کی یہی نیت اور یہی ارادہ ہونا چاہیئے کہ

سب کو ہدایت نصیب ہو

ورنہ اس سے بڑھ کر بے وقوفی اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ ایک شخص ہدایت دینے کے لئے کھڑا ہو۔ اور وہ کہے سب کے منوانے سے فساد پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے میں سب کو نہیں منواؤں گا۔ صرف چند آدمیوں کو منواؤنگا۔ اور باقیوں کو چھوڑ دونگا۔ ہر سچا مصلح اور ہر وہ انسان جس کی فطرت صحیح و سالم ہوگی۔ یہی کہیگا۔ کہ جس قدر لوگ میرے ذریعہ گمراہی سے بچ سکیں۔ اتنے ہی لوگوں کو بچانے کی مجھے کوشش کرنا چاہیئے۔ اگر سارے بچ سکتے ہیں۔ تو سارے ہی بچاؤں گا۔ یہی میں نے بھی کہا ہے۔ اور سارا ہندوستان کیا۔ ہم کو تو بانی سلسلہ اور بانی اسلام نے یہ تعلیم دی ہے۔ کہ

ساری دنیا کو اسلام کے جھنڈے کے نیچے لاؤ

یہ اور بات ہے۔ کہ ساری دنیا اس جھنڈے کے نیچے نہ آئے۔ لیکن ہماری خواہش اور کوشش یہی ہے۔ کہ ساری دنیا مسلمان ہو جائے۔ پس یہ کہنا کہ میں نے کہا ہے۔ سارے ہندوستان کو مسلمان بنا لو۔ یہ غلط ہے۔ میں نے تو یہ کہا ہے۔ ساری دنیا کو مسلمان بناؤ۔ مگر اس سے نہ کوئی فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ اور نہ فساد۔ کیونکہ میں نے یہ نہیں کہا۔ کہ لوگوں کو جبر سے مسلمان بناؤ۔ بلکہ یہ کہا ہے۔ کہ اسلام کی تعلیم کے ذریعہ مسلمان بناؤ

اس میں فتنہ و فساد کی کونسی بات ہے۔ یہ مسلمانوں کے لئے کوئی

نئی بات

نہیں۔ مسلمان تو جبھی سے پیدا ہوئے ہیں۔ اسی وقت سے ان کا یہ فرض قرار دیا گیا ہے۔ البتہ یہ نئی بات ہے۔ کہ ہزاروں سالوں کی خموشی کے بعد لالہ لاجپت رائے سوامی شردھانند اور ڈاکٹر مونجے یہ کہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو ہندو بنا لو۔ ذرا غور تو کرو۔ جب آریہ کہتے ہیں۔ عرب میں ویدک دہرم کا جھنڈا لگائیں گے۔ تو اس سے فتنہ نہیں پیدا ہوتا۔ لیکن جب امام جماعت احمدیہ کہتا ہے۔ کہ

ہندوؤں کو مسلمان بنالو

تو کہا جاتا ہے۔ اس سے فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ اگر میں نے یہ کہا ہوتا۔ کہ لوگوں کو جبراً مسلمان بناؤ۔ ان سے لڑو۔ انہیں مارو۔ تو اس سے فتنہ پیدا ہو سکتا ہے۔ لیکن جب یہ کہا جاتا ہے۔ کہ ہندوؤں پر اسلام کی سچائی ظاہر کر کے اسلام میں داخل کرو۔ تو اس میں فتنہ کی کونسی بات ہے۔ اگر اس سے فتنہ پیدا ہو سکتا ہے۔ تو پھر

شدھی کے متعلق ہندوؤں کے اقوال

سے کیوں فتنہ نہیں پیدا ہوتا۔ پھر جتنے مصلح آئے۔ وہ چند لوگوں کو منوانے کے لئے آئے تھے۔ یا ان سب کو جن کی طرف وہ بھیجے گئے جب بابا نانک آئے۔ تو ان کی غرض چند ایک لوگوں کو ہدایت دینا تھی۔ یا سب کو۔ اسی طرح جب کرشن آئے۔ تو ان کا منشا سارے ہندوستان کو اپنی تعلیم پر کاربند کرنا تھا۔ یا ہندوستان کے ایک حصہ کو۔ اسی طرح جب رام چندر آئے۔ تو ان کا مقصد سارے ہندوستان میں اپنی تعلیم پھیلانا تھا۔ یا تھوڑے حصہ میں۔ یا جب ویدوں کے رشی آئے۔ تو وہ سارے ہندوستان کے لئے تعلیم لائے تھے۔ یا چند لوگوں کے لئے۔ ہاں منو کو یہ شبہ ضرور ہوا ہے۔ کہ ویدوں کی تعلیم سب ہندوستانیوں کے لئے نہیں تھی کیونکہ انہوں نے کہا کہ اگر شودر وید کا کوئی منتر سُن پائے۔ تو اس کے کان میں سیسہ پگھلا کر ڈالنا چاہیئے۔ باقی سب لوگوں کا یہی خیال رہا ہے۔ کہ سچائی سب کو ملنی چاہیئے۔ رام چندر کرشن، گرونانک کا یہی عقیدہ تھا۔ اسی طرح میرا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اب کوئی اس میں فساد دیکھتا ہے۔ تو یہ اس کی آنکھ کا قصور ہے۔ میرا قصور نہیں ہے۔

ہندو ہیرلڈ کا نامہ نگار سب کو مسلمان بنانے کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے۔ یہ ''بھلا جس کام کو

اورنگ زیب جیسا بادشاہ

ذکر سکا۔ اسے تم کس طرح کرو گے۔ بندہ خدا اورنگ زیب کی ہستی ہی کیا تھی میرے سامنے۔ اورنگ بادشاہ تھا۔ اور دنیا کا بادشاہ تھا۔ وہ دنیا کی بہتری کے لئے جو کچھ کر سکتا تھا۔ وہ اس نے کیا میں

ایک مصلح کا خلیفہ

ہوں۔ اگر آج اورنگ زیب زندہ ہوتا۔ اور خدا تعالیٰ حق کی شناخت

سکے لئے اس کی آنکھیں کھول دیتا۔ تو وہ بھی میرے ماتحتوں میں اسی طرح کام کرتا جس طرح اور کر رہے ہیں۔ میرے مقابلہ میں اورنگ زیب کا ذکر کرنے کا یہ مطلب ہے۔ کہ وہ جبر سے لوگوں کو مسلمان بنایا کرتا تھا۔ جب اسے بادشاہ ہو کر جبر میں کامیابی نہ ہوئی۔ تو تمہیں کیا ہو سکتی ہے۔ مگر یہ غلط ہے۔ کہ اورنگ زیب لوگوں کو جبراً مسلمان بنایا کرتا تھا۔ یہ صرف وہی لوگ کہتے ہیں۔ جو آریہ ہیں۔ یا آریوں کے پیچھے چلتے ہیں۔ ورنہ تاریخوں سے ثابت ہے۔ کہ وہ

نہایت منصف اور عادل بادشاہ

تھا۔ کسی پر جبر نہ کرتا تھا۔ اسے محض اس لئے ہندو بدنام کر رہے ہیں۔ کہ وہ سمجھتے ہیں۔ انگریزوں کے خلاف بولنا آسان نہیں۔ اس لئے اپنی قوم کو ابھارنے اور مسلمانوں کے خلاف اشتعال دلانے کے لئے انہوں نے اورنگ زیب کو پکڑ لیا ہے۔ کیونکہ وہ فوت ہو چکا ہے۔ ورنہ اگر ان ہندوؤں کے باپ دادے مرہٹوں سے اٹھ کر بیٹھ جائیں۔ تو وہ اقرار کریں۔ کہ

اورنگ زیب کے زمانہ میں

انہوں نے نہایت امن سے زندگی بسر کی۔ افسوس ہے۔ کہ وہ بادشاہ جس نے ہندوؤں کی عزت و آبرو کی حفاظت کی۔ اسی پر آج ہندو الزام لگاتے ہیں۔ اور جس نے ان پر بڑے احسان کئے اس کی ناشکری کر رہے ہیں۔ حالانکہ جو کچھ اس کے متعلق کہا جا رہا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ اورنگ زیب سارے ہندوؤں کو مسلمان نہ بنا سکا۔ تو تم کس طرح بناؤ گے۔ اس کے لئے یاد رکھنا چاہیئے۔ اورنگ زیب بادشاہ تھا۔ تبلیغ اسلام سے اسے کیا تعلق تھا۔

تبلیغ کا کام ہمارا ہے

اگر یہ مان بھی لیا جائے۔ کہ اورنگ زیب نے ہندوستان میں تبلیغ کی۔ تو یہ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ اس نے ہندوستان سے باہر بھی تبلیغ کے متعلق کچھ کیا۔ مگر میں نے ہندوستان سے باہر بھی بہت سے ممالک میں تبلیغ اسلام کی ہے۔ مثلاً اس وقت مغربی افریقہ میں ہزارہا ایسے لوگ مسلمان ہیں۔ جو میرے بھیجے ہوئے مبلغوں کے ذریعہ مسلمان ہوئے۔ اسی طرح یورپ میں کلمہ پڑھنے والے انسان موجود ہیں۔ امریکہ میں موجود ہیں۔ کیا اورنگ زیب نے بھی اپنے زمانہ میں ان ممالک کے لوگوں کو مسلمان کیا۔ اس کا کام ملکی معاملات کی اصلاح اور درستی تھا۔ اور تبلیغ کا کام میرا ہے۔ اس لئے اورنگ زیب نے اپنی فوجوں کے ذریعہ ملکوں کو فتح کیا اور اپنے دشمنوں کو مغلوب کیا۔ جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ لیکن

روحانی فتح کا جھنڈا

بلند کرنے والا میں ہوں۔ اس لئے وہ میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جہاں تک میرے ذریعہ اسلام کی تبلیغ کی گئی ہے اورنگ زیب کے ذریعہ نہ کی گئی۔ پھر کس طرح کہہ سکتے ہیں۔ کہ تم وہ کام نہ کر سکو گے۔ جو اورنگ زیب نہ کر سکا۔ کم از کم ہندو اس بات کا تو اقرار کریں گے۔ کہ اورنگ زیب نے ہندوستان سے باہر تبلیغ اسلام کے متعلق کچھ نہیں کیا۔ اور میں تو کہتا ہوں۔ ہندوستان میں بھی اس نے کچھ نہیں کیا۔ ہندوؤں نے اس زمانہ میں فساد کئے۔ ان فسادوں کو اس نے دور کیا۔ باقی ان پر کوئی جبر نہیں کیا۔ بلکہ ان کی حفاظت کی۔ دیکھو کس طرح بار بار

سیواجی نے شرارتیں کیں

اور کس طرح اورنگ زیب نے اس ڈاکو اور لٹیرے کو بار بار معاف کیا۔ جس کی اخلاقی حالت اس درجہ گری ہوئی تھی۔ کہ صلح کرنے کے لئے جاتا ہے۔ اور بغل میں خنجر چھپا کر لے جاتا ہے۔ جسے بغل گیر ہوتے وقت افضل خان کے پیٹ میں گھسیڑ دیتا ہے۔ غرض اورنگزیب دنیاوی بادشاہوں کے لحاظ سے نہایت اچھا تھا۔ مگر اس نے ہندوستان میں بھی اسلام کی اشاعت نہ کی۔ اور میں نے ایسے ممالک تک اسلام پہنچا دیا۔ جہاں سینکڑوں سالوں سے کلمہ پڑھنے والا کوئی نہ تھا۔ یہ تو اس وقت تک میں نے کر کے دکھایا ہے۔ آئندہ خدا چاہے۔ تو اس سے بھی بڑھ کر ہوگا۔

تیسرا اعتراض یہ کیا گیا ہے۔ کہ میں نے مسلمانوں کو

ہندوؤں کا بائیکاٹ کرنے کی تعلیم

دی ہے۔ مگر یہ مجھ پر سراسر اتہام ہے۔ میں بائیکاٹ کے سخت خلاف ہوں۔ میں نے جو کچھ کہا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہندو کھانے پینے کی چیزیں مسلمانوں سے نہیں خریدتے۔ مسلمان بھی ہندوؤں سے وہ چیزیں نہ لیں۔ جو ہندو مسلمانوں سے نہیں لیتے۔ ہندوؤں سے ایسی چیزیں خریدنے کی وجہ سے مسلمانوں کا کروڑوں روپیہ ہندوؤں کے ہاں جاتا ہے۔ جس کے واپس آنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ اور اس وجہ سے مسلمان

غریب سے غریب تر

ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اگر قلیل سے قلیل اندازہ بھی لگایا جائے تو

۲-۳ کروڑ روپیہ

مسلمانوں کا سالانہ ایسا ہندوؤں کے ہاں جاتا ہے۔ جو کسی صورت میں واپس نہیں آتا۔ اس کے علاوہ ۱۲-۱۳ کروڑ روپیہ سود میں مسلمانوں کو دینا پڑتا ہے۔ سرکار ۸ کروڑ سالانہ ٹیکس ہندوؤں سکھوں اور مسلمانوں سے لیتی ہے۔ گویا اگر سرکار ایک روپیہ فی کس کے حساب سے ہندوؤں۔ سکھوں اور مسلمانوں سے لیتی ہے۔ تو ہندو صرف مسلمانوں سے ڈیڑھ دو روپیہ فی کس کے حساب سے وصول کرتے ہیں۔ ایسی قوم نے زندہ کیا رہنا ہے۔ اب اگر اس قوم کی بے بسی اور بے چارگی کو دیکھ کر میں نے یہ کہا۔ کہ وہ کھانے پینے کی چیزیں ہندوؤں سے نہ خریدیں۔ جس طرح ہندو ان سے نہیں خریدتے۔ تو گناہ کیا کیا۔ رہا یہ امر کہ

ہندوؤں سے بائیکاٹ

کیا جائے۔ یعنی ان سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھا جائے۔ یہ میری تعلیم کے خلاف ہے۔ ہندو تو پھر بھی خدا کی ہستی کے قائل ہیں۔ میرا تو یہ حکم ہے۔ کہ دہریوں سے بھی تعلق رکھو۔ اگر کوئی خدا تعالیٰ کو گالیاں دینے والا ہے۔ تو اس سے بھی تعلق رکھو۔ کیونکہ تبلیغ کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ تعلق ہو۔ پس میری ہرگز یہ تعلیم نہیں۔ کہ ہندوؤں کو بائیکاٹ کر دو۔ میں نے جو نصیحت کی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ کھانے پینے کی چیزیں جو ہندو مسلمانوں سے نہیں لیتے۔ وہ مسلمانوں کو بھی ہندوؤں سے نہیں لینی چاہئیں۔ اس طرح مسلمانوں کو کم از کم ۲-۳ کروڑ روپیہ کی سالانہ بچت ہو سکتی ہے اور اگر دوسری ضروریات کی چیزیں بھی خود مسلمان مسلمانوں کے لئے مہیا کریں۔ تو

۸-۱۰ کروڑ روپیہ کی بچت

ہو سکتی ہے۔ اور اس طرح مسلمان ہندوؤں کے سودی قرضہ سے بچ سکتے ہیں۔

میری یہ تعلیم بھی کوئی

نرالی تعلیم

نہیں۔ ہندو صاحبان خود ہزاروں سالوں سے دوسرے لوگوں سے اور سات سو سال سے مسلمانوں سے یہی سلوک کرتے چلے آ رہے ہیں۔ مگر اس عرصہ میں اس وجہ سے فساد اور جھگڑا نہیں ہوا۔ بلکہ اس کی بجائے یہ ہوا۔ کہ کروڑوں روپیہ ہندوؤں کے گھر مسلمانوں کے ہاں سے پہنچتا رہا۔ تو اب اگر ان مسلمانوں کو جن کا

خون چوس چوس کر

ہندوؤں نے کنگال کر دیا ہے۔ جن کی زمینیں خود خرید لی ہیں۔ اور جو قرض کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ ایسی گری ہوئی حالت میں یہ بتایا جائے کہ اس طرح کرو۔ تو یہ فساد کا موجب کس طرح ہو سکتا ہے۔ کیا ایک غریب اور مرنے کے کنارے پہنچی ہوئی قوم کے لئے اپنے آپ کو زندہ رکھنے کی خاطر اپنے اموال کو بچانا ناجائز ہے۔ لیکن ایک مالدار قوم کے لئے اپنے خزانے بھرنے کے لئے یہی بات جائز ہو جاتی ہے۔ کوئی عقل سے کام لے کر بتائے۔ مسلمانوں کو کھانے پینے کی چیزیں ہندوؤں سے نہ خریدنے کے لئے کہنے سے فساد کس طرح پیدا ہو سکتا ہے۔ کروڑوں روپیہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل کر ہندوؤں کے گھروں میں چلا جائے۔ اور وہ مسلمانوں کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیزیں نہ خریدیں۔ تو وہ فسادی نہیں بنتے۔ لیکن جب مسلمانوں کو ان کی گری ہوئی حالت کی وجہ سے بتایا جاتا ہے۔ کہ تم بھی ایسا ہی کرو۔ تو کہا جاتا ہے

فتنہ و فساد

پھیلایا جاتا ہے۔ اگر یہ فتنہ و فساد ہے۔ تو ہندو پہلے اسے اپنے گھر سے کیوں دور نہیں کرتے۔ سب سے زیادہ حق انسان پر اپنے بھائی کا ہوتا ہے

پھر کیوں مضمون نگار صاحب ہندوؤں میں تحریک نہیں کرتے۔ کہ وہ

مسلمانوں سے کھانے پینے کی چیزیں خریدا کریں

اگر وہ اپنی قوم کو تو یہ کہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں سے چھوت اور زیادہ سختی کے ساتھ کرو۔ تو پھر مسلمان ہندوؤں سے چھوت کرنے لگیں۔ تو ان کو اعتراض کرنے کا کیا حق ہو سکتا ہے۔ علاقہ ملکانہ میں آریوں نے چماروں اور دوسری ادنےٰ اقوام سے کہا۔ ہم تمہیں ہندو بنا لیں گے۔ تم صرف مسلمانوں سے چھوت چھات شروع کردو۔ ان کے ہاتھ کی کوئی چیز نہ کھاؤ۔ اگر ہندو بھنگیوں اور چماروں کو یہ تعلیم دیں۔ تو اس سے فتنہ پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اگر مسلمانوں سے یہ کہا جائے۔ کہ ہندوؤں کی ہاتھ کی چیزیں نہ خریدو۔ تو اس سے فتنہ پیدا ہو جاتا ہے۔ آخر کچھ تو

انصاف سے کام لینا چاہیئے

خواہ کوئی کتنا ہی تعصب میں مبتلا ہو۔ اتنی موٹی بات تو ضرور سمجھ سکتا ہے۔ کہ ہندو جو ۲۲ کروڑ سمجھے جاتے ہیں۔ وہ تو مسلمانوں سے جو صرف سات کروڑ ہیں۔ چھوت چھات کریں۔ تو کوئی فتنہ نہ ہو اور

چوہڑوں چماروں سے

کہیں۔ کہ مسلمانوں کے ہاتھ کا نہ کھاؤ۔ تو فساد نہ ہو۔ سینکڑوں سالوں سے مسلمانوں کے ہاتھ کی چیز کو ناپاک قرار دیں۔ تو کوئی بدامنی نہ ہو۔ لیکن اگر مسلمانوں کو ان کی مظلومی اور بے کسی کی حالت میں کہا جائے۔ کہ تم بھی ہندوؤں کے ہاتھ کی چیزیں نہ کھاؤ۔ تو اس سے فتنہ پیدا ہو۔ اگر اس وجہ سے فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ تو ہندو کیوں مسلمانوں سے چھوت چھات نہیں ترک کر دیتے۔ اگر وہ ایسا کریں۔ تو میں ابھی اعلان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ دوسرے مسلمان میری بات مانیں یا نہ مانیں۔ احمدی ضرور مانیں گے۔ کہ ہندوؤں سے کھانے پینے کی چیزیں خریدنے سے پرہیز نہ کریں پس اگر ہندو مسلمانوں سے ایسی چیزیں خریدنے لگ جائیں۔ تو میں اسی دن اپنی جماعت کو ان کی

چیزیں خریدنے کی اجازت

دیدونگا۔ دیکھو آسان بات ہے۔ ہم اپنے گھر کچھ ہندوؤں کی دعوت کرتے ہیں۔ وہ کھا جائیں۔ ہم اسی وقت ان کے ہاں کا کھانا کھانے کے لئے تیار ہونگے۔ اسی طرح مسلمان دکانداروں سے ہندو کھانے پینے کی چیزیں خریدیں۔ ہم اسی وقت ان سے خریدنا شروع کر دینگے۔ لیکن اگر وہ ایسا نہیں کرتے۔ اور پھر فساد ہوگا۔ تو ان کی طرف سے ہی ہوگا۔ مگر میں کہتا ہوں۔ اسے

فساد کی تعلیم

قرار دینا غلطی ہے۔ سات سو سال کا تجربہ بتاتا ہے۔ کہ ہندوؤں نے مسلمانوں سے چھوت چھات جاری رکھی۔ ان سے کھانے پینے کی چیزیں نہیں خریدیں۔ مگر مسلمان ان سے نہیں لڑے۔

اب اگر مسلمان بھی ہندوؤں سے ایسی چیزیں نہ لیں۔ تو پھر

ہندو کیوں فساد کریں گے

غور تو کرو۔ اگر مسلمان ہندوؤں سے چیزیں خریدنا چھوڑ دینگے۔ تو فساد کون کرے گا۔ یہ فساد ہندوؤں ہی کی طرف سے ہو سکتا ہے۔ مسلمان جب ان کی دکانوں پر جائیں گے ہی نہیں۔ تو فساد کیا کریں گے۔ پس میں ہندوؤں سے کہوں گا۔ بھائی سات سو سال سے تم نے ہم سے چھوت چھات کی اور ہماری چیزوں کو ناپاک سمجھا۔ مگر ہم نے فساد نہ کیا۔ اب اگر ہم بھی تم سے نہ خریدیں۔ تو تم کیوں فساد کرتے ہو۔ اور ابھی تو مسلمانوں نے اس پر عمل شروع ہی نہیں کیا۔ ہماری جماعت میں بھی اس کے متعلق سستی پائی جاتی ہے۔ اور دوسروں میں تو بہت ہی سستی ہے۔ مگر یہ بات ہی غلط ہے۔ کہ اس وجہ سے فساد پیدا ہو سکتا ہے۔ ۲۲ کروڑ جو ہندو کہلاتے یا سمجھے جاتے ہیں انہوں نے مسلمانوں سے سینکڑوں سال سے نہ خریدا۔ تو فساد نہ ہوا۔ اب مسلمانوں کے نہ خریدنے سے کس طرح فساد ہو سکتا ہے۔ جن کے متعلق ہندو افسروں کی رپورٹوں اور سرکاری رپورٹوں سے ثابت ہے۔ کہ صرف پنجاب میں ایک ارب کے قریب ان پر قرضہ ہے۔ ایسی حالت میں کیا مسلمانوں کو اپنی

زندگی کی کوئی تدبیر

نہیں کرنی چاہیئے۔ اور ہمیشہ کے لئے ہندوؤں کا ظلم برداشت کرتے رہنا چاہیئے۔ [illegible] میں بڑے زور اور دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتا ہوں۔ کہ اس تجویز سے کوئی فساد نہیں پیدا ہو سکتا۔ اور جو مسلمان اس پر عمل نہیں کرتا۔ وہ اپنی قوم پر

بہت بڑا ظلم

کرتا ہے۔ ہاں جو ہندو ہمارے ہاتھ کی چیزیں کھالے۔ ہم اس کے ہاتھ کی کھا سکتے ہیں۔ یہ اعلان کئے ہوئے دو تین سال ہو گئے ہیں۔ لیکن جو ہماری اشیاء کھا لیتے ہیں۔ ہم ان کی کھا لیتے ہیں۔ اور اگر یہ نہیں۔ تو ہم بھی نہیں کھا سکتے۔ مجھے ایک ہندو نے کہا۔ میں آپ کی دعوت کرتا ہوں۔ میں نے کہا پہلے تم ہماری دعوت کھاؤ۔ پھر میں تمہاری کھاؤں گا۔ دیکھو چوہڑوں چماروں سے چھوت پیدا [illegible] نہیں کی جاتی۔ انہیں کہا جاتا ہے۔ تم مسلمانوں سے چھوت چھات کرو۔ تو ہم تمہارے ہاں کا کھا لیں گے۔ کیا وہ

مسلمانوں سے زیادہ صاف ستھرے

ہوتے ہیں۔ نہیں۔ صفائی اور نا صفائی کا کوئی سوال نہیں یہ سوال تمدنی اور قومی ہے۔ کہ اپنا گھر بھرنا ہے۔ پس اگر ہندو ایسا کرتے ہیں۔ تو ہم بھی عقل کی بات کریں۔ تو فساد کیوں پیدا ہو سکتا ہے جو اس بات کو فساد کا موجب قرار دیتا ہے۔ وہ خود فساد پھیلاتا ہے۔

غرض

مضمون نگار کے تینوں اعتراض

بالکل غلط ہیں۔ یہ غلط ہے۔ کہ لاٹھی رکھنے سے فساد پیدا ہوتا ہے۔ فساد نہ لاٹھی رکھنے سے پیدا ہوتا ہے۔ نہ تلوار اور بندوق رکھنے سے۔ بلکہ ان کے ناجائز استعمال سے پیدا ہوتا ہے۔ ہتھیار رکھنے کی تعلیم سارے بزرگوں نے دی ہے۔ قرآن کریم میں بھی اس کا ذکر ہے۔ حضرت عیسےٰ (ع) نے بھی اپنے پیروؤں سے کہا ہے۔ سکھوں کے گورو صاحب نے بھی اس کے متعلق تعلیم دی ہے۔ اور کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ حضرت مسیح نے یا سکھوں کے گورو نے

فساد کی تعلیم

دی ہے۔ یہ سب نیک لوگ تھے۔ اور بزرگ تھے۔ انہوں نے اپنی قوم کی اخلاقی حالت کی درستی اور اصلاح کے لئے یہ تعلیم دی۔ اب کہا جاتا ہے۔ کہ گورنمنٹ اسلحہ کے متعلق لائسنس کی شرط اڑا دے اور ہر ایک کو رکھنے کی اجازت دے دے۔ اس طرح اگر امن میں خلل نہیں پڑتا۔ تو پھر سوٹا رکھنے سے کس طرح پڑ سکتا ہے۔

اسی طرح لوگوں کو

تبلیغ کرنے کی تعلیم

ہے۔ تمام بزرگ مسلمانوں کے انبیاء۔ ہندوؤں کے رشی اور سکھوں کے گورو اسی مشن کو لیکر دنیا میں آئے۔ اور اس پر عمل کرتے رہے۔ اگر وہ فساد پھیلانے والے نہ تھے۔ تو میں ایسی تعلیم دینے سے کس طرح فساد پھیلانے والا ہو گیا۔ اسی طرح یہ کہنا غلط ہے۔ کہ میں نے مسلمانوں کو ہندوؤں سے بائیکاٹ کرنے کے لئے کہا ہے۔ پس جو اعتراض کئے گئے ہیں۔ وہ درست نہیں ہیں۔ اگر کوئی دلیل سے ثابت کر دے۔ کہ یہ باتیں فساد پیدا کرنے والی ہیں۔ تو آج ہی انہیں واپس لینے کیلئے تیار ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ اگر اللہ تعالےٰ کے نزدیک میرا یہ تعلیم دینا ظلم ہو۔ تو انہیں اسی وقت چھوڑنے کے لئے تیار ہوں۔ مگر میں یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ کہ یہی باتیں جب ہندو کریں۔ تو فساد نہ پیدا ہو۔ لیکن جب ہم کریں۔ تو فساد پیدا ہو۔ آخر میں میں

اپنی جماعت اور دوسرے مسلمانوں سے

پھر کہتا ہوں۔ کہ وہ ان تینوں باتوں پر نہایت پابندی اور مستعدی کے ساتھ عمل کریں۔ جہاں قانوناً منع نہ ہو وہاں لوگ سوٹا ہاتھ میں رکھا کریں۔ اسلام کی تبلیغ ہر جگہ کریں۔ اور جو ہندو ہم سے چھوت چھات کرتے ہیں ان سے چھوت چھات کریں۔ ان سے کھانے پینے کی چیزیں نہ خریدیں۔ ان کے ہاتھ کی بنی ہوئی چیزیں نہ کھائیں۔ ہاں جو ہندو ایسے ہوں جو مسلمانوں سے اس قسم کی چیزیں خریدیں۔ ان سے پرہیز نہیں کرنا چاہیئے۔ نہایت ضروری باتیں ہیں۔ ان کی طرف ہر مسلمان کو توجہ کرنا چاہیئے۔

حمیدہ خاتون صاحبہ مرحومہ

۳ر جولائی ۱۹۲۳ء کو جبکہ میں بریلی میں تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے ان سے میرا نکاح پڑھا۔ اور یکم دسمبر ۱۹۲۳ء کی رات کو ۱۰ بجے لکھنؤ ہوتی ہوئی یہ میرے یہاں آگئیں۔ اس سے قبل ان کے برادر معظم مجھ کو لکھا کرتے تھے۔ کہ ہمشیر کی تندرستی خراب رہتی ہے۔ جس سے میں چونکا تھا۔ اور جب یہ آگئیں۔ تو میں نے رائے قائم کر لی کہ ان کو دق ہے۔ اس امر کی اطلاع جناب خلیفۃ المسیح کو کر دی۔ بعد میں ان کی صحت اس قدر عمدہ ہو گئی۔ کہ مجھ کو بھی اپنی تشخیص پر شک ہو گیا۔ یہ حالت ان کی مئی ۱۹۲۶ء تک رہی۔ ۲۶ر مئی ۱۹۲۶ء کو ان کے بھائی عطاء الحق الٰہ آباد آئے۔ اور بہن نے بھائی کی خدمت خوب کی۔ جس کی وجہ سے یکم اگست کو خود انہیں بخار نے آ دبایا۔ جو دس بارہ یوم کے بعد چلا گیا ... دوبارہ اکتوبر میں بھی ایسا ہی ہوا۔ مگر جبکہ ۷ر نومبر کو انہوں نے عطاء الحق کے مرنے کی خبر سنی اور اس پر کثرت سے رنج کیا۔ تو ان کو بھی بخار ہو گیا۔

۲۲ر دسمبر کو ہم لوگ قادیان سے روانہ ہوئے۔ اور وہاں سے واپسی پر کرنل سدرلینڈ کو (جو کہ میرے استاد ہیں) دکھایا۔ مگر انہوں نے بھی دق تجویز نہ کی۔ میجر امیر چند ... نظر آئے۔ ۴ر جنوری ۱۹۲۷ء سے لے کر ۲ر مارچ ۱۹۲۷ء تک بجنور میں علاج ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے بھی ایک دوا روانہ کی۔ جس کے پانچ قطرے صبح اور پانچ شام کو دیئے جاتے تھے۔ مگر ؎

از قضا سکنجبین صفرا فزود
روغن بادام خشکی مے نمود

کا معاملہ ہوتا رہا۔ ع

کونسی کی نہ دوا کونسی مانگی نہ دعا
ہم نے کیا کیا نہ کیا تیرے سنبھلنے کیلئے

اس عرصہ میں حمیدہ خاتون صاحبہ نے اپنے والد صاحب کی زیارت کی خواہش کی تو میں نے ان کو خط تحریر کر دیا۔ جس کے جواب میں تشریف آوری کا وعدہ کر لیا۔ مگر نہ آئے۔ اور یہ حسرت حمیدہ اپنے دل میں لے گئی۔ اب یہ تجویز قرار پائی کہ لکھنؤ جائیں۔ اور وہاں اسپراٹس کا علاج ہو۔ مگر اسپراٹس نے شمر کا نمونہ دکھایا۔ اور علاج سے انکار کر دیا۔ پھر حسب ایماء مریضہ حکیم عبدالعبید صاحب کا علاج شروع ہوا۔ مگر وہی "روغن بادام خشکی مے نمود"۔ اور روز بروز کمزور ہو گئیں۔ اور ۱۲ر ... کو رات کے وقت پونے آٹھ بجے انتقال کر ... در جمعہ کے دن بارہ بجے عیش باغ میں سپرد خاک کر دی گئیں ؎

اے رہ نورد عالم بالا چہ گونہ
سن بے تو باہمیم تو بے ما چہ گونہ

مرحومہ نہایت شریف عورت تھی (خیال رہے کہ شریف بنتیں ذاتی ہوتی ہیں۔ نسبی ہرگز نہیں ہوتی ہیں۔ جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے) اور اپنے عزیزوں اور میرے رشتہ داروں میں نہایت ہردلعزیز تھی۔ پہلے دسویں حصے کی وصیت کی تھی (جبکہ بالکل تندرست تھی) اور مرنے سے ایک ماہ قبل تیسرے حصے کی وصیت کر دی تھی۔

امور خانہ داری سب آتے تھے۔ نہ کھانے پکانے میں بند تھی اور نہ سینے پرونے میں۔ اگرچہ حمیدہ خاتون کو دونوں قول میں سے کسی امر کی اجازت نہ تھی۔ کھانا بہت کم کھایا کرتی تھی۔ اور اس سے میں اکثر پریشان ہو جاتا تھا۔

لکھنؤ میں تو خیر شہر میں میری طبیعت بہل گئی۔ مگر بجنور میں بوجہ اکیلے ہونے ہر وقت وہی خیال رہتا ہے۔ جی چاہتا تھا۔ کہ نثر میں مرثیہ لکھ دوں۔ پھر یہ خیال آیا۔ کہ الفضل کے مذاق کے خلاف چونکہ میری عبارت ہوگی۔ اس لئے اسکی اشاعت میں مشکل پڑیگی آخری تین دنوں میں کچھ بدحواسی سی قائم رہا کرتی تھی۔ اللہ تعالیٰ حمیدہ خاتون کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

... خطوط اور تار ہمدردی کے آئے یا کرینگے ان کا جواب میں فرداً فرداً دوں گا۔ اور دیا کیونکہ میں اتنا بڑا آدمی نہیں۔ کہ لوگ تو مجھ کو خط تحریر کریں۔ اور میں ان کا شکریہ بذریعہ اخبار ادا کروں۔ حمیدہ خاتون کی عمر صرف پچیس سال تھی۔ اور ؎

ایں ماتم سخت است کہ گویند جوان مُرد

خاکسار محمد عمر۔ بی۔ ایم۔ ایس

ضلع میرٹھ میں چماروں کی کانفرنس
علماء دیوبند کی غیر دانشمندانہ حرکت

موضع تحفہ پور ضلع میرٹھ میں ایک وسیع پیمانہ پر چماروں کا اجتماع ہوا۔ ان کے ... سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ وہ اس جلسہ میں ... کوئی نیا مذہب انتخاب کرنا چاہتے ہیں۔ لہذا ... مذاہب کے لوگ وہاں پر جمع ہو گئے۔ مگر ۱۸ر مئی کو چماروں کے لیڈر سوامی اچھوتانند نے صاف لفظوں میں کہہ دیا۔ کہ ہم آریہ، عیسائی یا مسلمانوں میں جذب ہونا نہیں چاہتے۔ اور نہ ہی اپنے قدیم مذہب رائیداسی مت کو چھوڑ کر اور دھرم اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں۔ کہ ہماری سات کروڑ تعداد کے جو کئی حقوق کہلانے والے اعلیٰ درجہ کے ہندو غصب کر رہے ہیں۔ وہ ہمیں مل جاویں اور مسلمانوں اور سکھوں کی طرح ہمارا بھی علیحدہ "بٹوارا" ہو جائے۔ چونکہ ہم نہایت مظلوم ہیں۔ اور ہمارے صبر کا پیمانہ بالکل لبریز ہو چکا ہے۔ اس لئے آپ لوگ ہماری مدد کریں۔ بعد ازاں مختلف لیکچرار ہندو قوم کے مظالم بیان کرتے رہے۔ سب سے زیادہ موثر وہ بھجن تھا۔ جس میں ظلم و ستم کا پورا نقشہ دردناک الفاظ میں بتلاتے ہوئے ہر شعر کے آخر میں آتا تھا ع

ترے ظلم کی تم سے ہم فریاد کرتے ہیں

اہل مذاہب کے اصرار پر ان لوگوں نے ۲۰ر مئی کو ایک کانفرنس منعقد کی۔ جس میں عیسائی، دیوبندی، احمدی، آریہ اور رائیداسی نمائندہ کے لئے علی الترتیب آدھ آدھ گھنٹہ وقت رکھا گیا جس میں وہ صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے۔ چماروں نے ہمارے ساتھ بخصوصیت سے وعدہ کیا تھا۔ مگر مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کے دیار سے مولوی مبارک حسین صاحب میرٹھی نے پہلے ہی کوشش کی۔ کہ کسی طرح احمدیوں کا لیکچر نہ ہو۔ لیکن چماروں نے کہا۔ کہ ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ اور وہ صرف اسلام کی خوبیاں بیان کرینگے۔ اس لئے ان کو ضرور وقت دیا جائیگا۔ علما کی جب کوئی پیش نہ گئی۔ تو عین وقت پر باصرار پریذیڈنٹ کو مجبور کیا۔ کہ احمدی نمائندہ کو ہرگز وقت نہ دیا جائے۔ ورنہ اس جگہ اور بھی دس عالم کھڑے ہیں۔ ان کو بھی وقت دو۔ پریذیڈنٹ آخر چمار تھا۔ ان کے جھانسے میں آ گیا۔ اور ہمیں تقریر کے لئے وقت نہ دیا۔ دیوبندی کی اس بے جا حرکت پر دردمند مسلمانوں کو بہت رنج ہوا۔ اور بعض نے تو صاف طور پر کہہ دیا۔ کہ مولوی صاحبان کو اپنے رنگ کے پھیکا پڑ جانے کا ڈر تھا۔ اس لئے یہ کوشش کی گئی ہے۔ بہرحال کچھ بھی ہو ہمیں افسوس ہے۔ کہ علماء کی ... تفرقہ پسندی مسلمانوں کی ترقی میں سد راہ بن رہی ہے۔

مولوی صاحبان کے اپنے کیمپ میں بھی جلسہ ہوا۔ اور مضمون "محاسن اسلام" تھا۔ بعض غیر احمدی احباب کے کہنے پر تجویز ہوئی۔ کہ وہاں پر ہمارا بھی لیکچر ہو۔ اسکی اجازت کے لئے مولوی صاحبان کے پاس جناب الطاف حسین صاحب المعروف امین صاحب رئیس بڑودہ ضلع میرٹھ تشریف لے گئے۔ انہوں نے بڑے اصرار سے کہا۔ کہ یہ موقعہ جمع ہو کر کام کرنے کا ہے۔ مگر مولوی صاحبان ٹس سے مس نہ ہوئے۔ پھر دو اور تعلیم یافتہ دوستوں نے بھی کوشش کی۔ مگر جواب نفی میں تھا۔ اس "اسلامی سٹیج" پر چمار اور عیسائی تو تقریر کر سکتے تھے۔ مگر ایک احمدی اسلام کی تائید میں نہ بول سکتا تھا۔ افسوس! امین صاحب اور بعض دیگر احباب ہر طرح ہماری امداد فرماتے رہے جن کے لئے ہم مشکور ہیں۔

خاکسار ... مولوی فاضل (قادیان)

مالی قربانی کا وقت

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ جماعت میں قربانی کی روح ایک لمبے عرصہ سے پیدا کر رہے ہیں۔ اور متواتر اس بات کی طرف جماعت کو توجہ دلا رہے ہیں۔ کہ موجودہ زمانہ کے لحاظ سے سب سے بڑی قربانی "مالی قربانی" ہے۔ کیونکہ اس پرفتن زمانہ میں اموال کی سب سے بڑی اور اہم ضرورت یہی ہے۔ کہ سلسلہ کے کاروبار میں کسی قسم کی روک نہ ہو۔ سب سے ضروری بات یہ ہے۔ کہ جو لوگ "مالی قربانی" سے اب تک غافل رہے ہیں۔ یا برائے نام شامل ہوتے رہے ہیں ان کو ہوشیار کیا جائے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ فرماتے ہیں:۔

"اب جو قربانیاں ہماری جماعت کرتی ہے اور جن کی عادی ہے وہ "مالی قربانیاں" ہیں۔ اور نسبت کے لحاظ سے وہ ایسی بڑھی ہوئی ہیں۔ کہ دنیا کی کوئی قوم اتنی قربانیاں نہیں کرتی۔ اور بعض احباب کی قربانیاں تو اتنی بڑھی ہوئی ہیں اور ایسے بھی واقع آئے ہیں۔ کہ ہمارے احباب نے دین کی ضرورت پر گھر کی چارپائیاں تک بیچ دی ہیں۔ مگر بعض کے بوجھ اٹھا لینے سے کام نہیں چل سکتا۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ مجموعی طور پر تمام جماعت قربانی کرے۔ اور وہ لوگ جو سست ہیں یا غافل ہیں۔ وقت آگیا ہے۔ کہ سستی اور غفلت کو چھوڑ دیں میں تمام جماعت کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ سب ملکر قربانیاں کرو۔ تاکہ جماعت کے چند احباب پر بوجھ نہ ہو۔ بلکہ اس بوجھ کو ساری جماعت اٹھائے"۔

پھر کارکنوں کی نسبت حضور فرماتے ہیں:۔

"ایسے وقت میں اگر جماعت کے سب افراد قربانی نہ کرینگے۔ تو کام کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اگر ایک شخص میں ضعف ہے تو کارکنوں کا فرض ہے۔ کہ اس کو چوکس کریں۔ اور اس کے ضعف سستی اور غفلت کو دور کریں۔ ایسے وقت میں جماعت کے کسی فرد کا قربانی سے رکے رہنا جماعت سے دشمنی کرنا ہے۔ اگر وہ لوگ جو اب تک سست رہے ہیں۔ اس وقت سلسلہ کی ضرورت کے لئے آگے بڑھیں گے۔ تو اللہ تعالے ان کے پہلے قصور کو بھی معاف فرمائے گا۔ پس اس موقعہ کو رائیگاں نہیں جانے دینا چاہیئے۔

اس وقت کارکنوں کا بھی فرض ہے۔ کہ بالخصوص سب لوگوں کو جگائیں۔ اگر بعض لوگ ایسے ہیں۔ جنہوں نے سال ہا سال سے چندہ نہیں دیا تو ان کو بھی بیدار کریں۔ ان سے مایوس ہو کر خاموش نہ ہوں۔ کیونکہ ممکن ہے۔ ان پر اس وقت اثر ہونا ہو۔ جس وقت وہ مایوس ہو کر خاموش ہو بیٹھیں۔ اس لئے کسی کو چھوڑنا نہیں چاہیئے"۔

یاد رہے۔ کہ چندہ عام کی شرح ملازم پیشہ تاجر پیشہ اور دیگر پیشہ ور احباب سے ان کی ماہوار آمدنی پر ایک آنہ فی روپیہ ہے۔ زمیندار احباب سے کل پیداوار جنس پر ۲½ سیر فی من ہے

جہاں مجھے اس وقت احباب کو شروع مالی سال سے چندوں کے متعلق باقاعدہ کرنے کے لئے توجہ دلانا ہے اور کارکن احباب سے خصوصیت سے گذارش کرنا ہے۔ کہ وہ ہر ایک احمدی سے باقاعدہ چندہ اور باشرح لینے کی کوشش کریں۔ وہاں مجھے خصوصیت سے زمیندار احباب اور ان کی کل جماعتوں سے یہ گذارش کرنا ہے۔ کہ خدا کے فضل اور کرم سے ہماری جماعت میں زمینداروں کا ایک نمایاں حصہ ہے۔ جو فصلوں کے مواقع پر اپنا چندہ ادا فرمایا کرتے ہیں۔ اس وقت فصل ربیع کا موقع ہے۔ اب فصل تمام جگہ پر کٹ چکی ہے۔ ہفتہ عشرہ کے اندر غلہ نکل آئے گا۔ اس لئے میں ہر ایک جماعت کے عہدہ دار احباب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ چندوں کے لئے خاص جد و جہد سے کام لیں۔ زمیندار احباب سے چندہ کے لینے میں اسی حالت میں کامیابی ہو سکتی ہے۔ کہ کارکن احباب خاص طور پر انتظام سے کام کریں:

اوّل۔ زمیندار احباب اور زراعت پیشہ دوست اکثر ایسے ہوتے ہیں کہ خود بخود چندہ کے اہم فرض کو محسوس نہیں کرتے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ ان کو فصل کے موقعہ پر اس فرض کی اہمیت اور ضرورت اور فرضیت ذہن نشین کرائی جائے۔

دوسرے۔ چندہ کا غلہ کل پیداوار جنس پر بشرح ۲½ سیر فی من وصول ہونا چاہیئے۔ معلوم رہے۔ کہ چندہ خاص اس ۲½ فی من میں شامل نہیں ہے:

تیسرے۔ اگر احباب غلہ ہی چندہ میں دیں تو یہ غلہ بھی الوسع کھلیان سے وصول کر لیا جائے۔ کیونکہ غلہ جب گھر پہنچ جائے تو اس کی وصولی مشکل ہو جاتی ہے:

چوتھے۔ غلہ کو اس خیال سے کہ اس وقت فروخت نہیں ہو سکتا۔ جب فروخت کرنے کا وقت ہوگا۔ اس وقت وصول کر لیں گے چھوڑا نہ جائے۔ بلکہ احباب سے غلہ برآمد ہونے کے وقت ہی وصول کر لیا جائے۔

پانچویں۔ ہر ایک جماعت محصل ایسے احباب کو مقرر کرے جو ہر طرح سے اس کام کے لئے موزوں و مناسب ہوں۔ اور دوڑ دھوپ کا کام خوب کرنے والے چست چالاک ہوں۔ تاکہ وصولی میں فائدہ ہو۔ اگر بڑی جماعت ہو۔ تو ایک سے زیادہ محصل مقرر کئے جائیں:

چھٹے۔ جب سارا غلہ جمع ہو جائے۔ تو اس کی کل مقدار سے دفتر بیت المال کو اطلاع کی جائے۔ تاکہ غلہ فروخت کرنے یا یہاں لانے کے متعلق لکھا جائے۔

اب چونکہ وسیع پیمانہ پر چندہ باقاعدہ لینے کا انتظام کیا جانیوالا ہے۔ اس لئے یہ تحریک اور زمینداروں سے چندہ وصول کرنے کے فارم تمام شہری جماعتوں میں بھیجے جا رہے ہیں۔ تاکہ شہری جماعتوں میں اگر کوئی صاحب زمیندار ہوں۔ خواہ ان کی زمینداری قدرے قلیل ہی ہو۔ تو بھی وہ اپنی زمیندارہ آمد پر بھی چندہ ادا کریں:

اس سال مشاورت میں بقائے ادا کرنے کی خاص تجویز ہوئی ہے۔ اس لئے ایک فارم بقایا داران کا بھی ارسال کیا گیا ہے۔ نئے مالی سال کے شروع میں جس قدر بقائے دار ہوں۔ انکی مفصل فہرست طیار کر کے ۱۵ر جون تک ارسال فرما کر ممنون فرماویں:

جن حلقوں میں محصل کام کرتے ہیں۔ ان کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں غلہ کی وصولی وغیرہ کا انتظام خاطر خواہ کریں۔ اور دفتر بیت المال میں تفصیلی رپورٹ دیتے رہیں:

(عبد المغنی ناظر بیت المال)

بجٹ فارم ۱۹۲۷-۲۸ء فوراً بھیجیے

میں نے بذریعہ احمدیہ گزٹ مطبوعہ اپریل ۱۹۲۷ء اعلان کیا تھا کہ بجٹ فارم ۱۹۲۷-۲۸ء سال کے بند ہونے کی آخری تاریخ تک دفتر بیت المال میں پہنچا دیئے جائیں۔ ورنہ دفتر بیت المال ہر ایک جماعت کا بجٹ ۱۹۲۷-۲۸ء مقرر کرے گا۔ میرے اس اعلان پر بعض جماعتوں نے توجہ کی ہے۔ لیکن اکثر جماعتوں کے بجٹ فارم نہیں ملے۔ اخبار الفضل کے ذریعہ پھر یہ اعلان کرتا ہوں۔ کہ بجٹ ۱۹۲۷-۲۸ء فوراً بھیجے جائیں۔ ورنہ جون ۱۹۲۷ء کے پہلے دو ہفتہ میں جن سے فارم نہ آئیگا۔ ان کا بجٹ دفتر بیت المال مقرر کریگا۔ اور بیت المال کے مقرر کردہ بجٹ ۱۹۲۷-۲۸ء کا پورا کرنا ہر ایک ایسی جماعت کا فرض ہوگا۔ ان کا عذر کہ یہ بجٹ ہمارا منظور کردہ نہیں ہے قابل پذیرائی نہ ہوگا۔ اس لئے کہ اب باوجود بار بار مطالبہ کے انہوں نے اپنا بجٹ فارم ارسال نہیں کیا۔

اس کے علاوہ جن جماعتوں سے فارم مذکور نہ آئیگا۔ ان کے نام احمدیہ گزٹ میں شائع کئے جائیں گے۔ پس جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ فوراً بجٹ ۱۹۲۷-۲۸ء مکمل کر کے ارسال فرمائیں۔ اور فارم بھیجنے میں یہ بات ضرور یاد رہے۔ کہ فارم مذکور میں جیسا کہ طبع شدہ ہے۔ ہر ایک خانہ کی مکمل میزان کی جائیں۔ بعض فارم بغیر میزان کے موصول ہوتے ہیں۔ جن پر دفتر کو بہت وقت خرچ کرنا پڑتا ہے:

عبد المغنی ناظر بیت المال۔ قادیان

رنگیلا رسول کا فیصلہ

رنگیلا رسول کے مقدمہ میں مہاشہ راجپال کی اپیل کے سلسلہ میں عدالت عالیہ پنجاب کے جج مسٹر جسٹس کنور دلیپ سنگھ نے حسب ذیل فیصلہ صادر کیا ہے:-

اس مقدمہ میں مرافعہ گذار کو زیر دفعہ ۱۵۳ تعزیرات ہند چھ ماہ قید بامشقت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا ۶ ماہ قید مزید کی سزا ملی تھی۔

جسٹس دلیپ سنگھ نے فیصلہ پر نظر ثانی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مقدمہ کی تنقیحات بظاہر ناہموار ہیں۔ کہ مرافعہ گذار زیر دفعہ ۱۵۳ کسی جرم کا مرتکب ہوا۔ لکھا گیا ہے۔ کہ اوّل تو اس دفعہ کے الفاظ "Classes" (جماعتوں) میں مذہبی تقسیم شامل نہیں۔ اس سے نسلیں مراد ہیں۔ میں اس توضیح کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ جو پیش کی گئی ہے۔ اور جو "جماعتوں" کے لفظ کے معانی کو اس طرح محدود کر دیتی ہے۔ جس کا تذکرہ خود دفعہ کے اندر موجود نہیں۔ دیگر اس فیصلہ میں اس امر پر زور دیا گیا ہے۔ کہ کسی مذہبی پیشوا پر تنقید یا ہجو نویسی اس دفعہ کی زد میں نہیں آتی۔

ابتدائی عدالت جس نے مقدمہ کی سماعت کی تھی۔ اس نتیجہ پر پہنچی۔ کہ ملزم کا ارادہ محض یہ تھا۔ کہ پیغمبر اسلام (فداہ آباءنا و امہاتنا) پر کمینہ حملہ کرے۔ اور انہیں تمسخر اور نفرت کی آماجگاہ بنائے۔ ان کے مذہب کی ہنسی اڑائے۔ اور اس طرح ان کے پیروؤں کے احساسات کو مجروح کرے۔

مرافعہ گذار کے وکیل نے یہ دلیل پیش کی ہے۔ کہ کتاب ایسے ارادہ کا اظہار نہیں کرتی۔ اور اس کتاب کے لکھنے کا مقصد محض تعدد ازدواج اور مختلف عمر کے اشخاص کی باہمی شادی کی خرابیاں ظاہر کرنا تھا۔ میں رسالہ کی اشاعت کے مقصد کی اس تشریح کو مسترد کرنے میں لمحہ بھر کے لئے متامل نہیں۔ یہ رسالہ بلاشبہ کم و بیش مذہب اسلام کے بانی پر توہین آمیز حملہ ہے۔ لیکن مجھے اس رسالہ میں کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی جس سے یہ ظاہر ہو۔ کہ اس سے مذہب اسلام پر بھی ایسا ہی حملہ کرنا یا مسلمانوں کے خلاف نفرت و حقارت پھیلانا مقصود ہو۔ بلکہ اس کے برعکس رسالہ میں لکھا ہے۔ کہ لوگوں کو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم فداہ آباءنا و امہاتنا) کے قول پر عمل کرنا چاہیئے ان کے افعال کی تقلید نہ کرنی چاہیئے۔ رسالہ کا لب و لہجہ عموماً بلاشبہ عناد آمیز ہے۔ اور جس سے مسلمان قوم کے جذبات کے مجروح ہونے کا احتمال ہے۔ بلکہ اس سے ان کے دلوں میں نفرت کے جذبات پیدا ہو جانے کا احتمال بھی حق بجانب ہے۔ لیکن مسئلہ زیر بحث یہ ہے۔ کہ آیا کسی مذہبی پیشوا کی شخصی زندگی پر شرارت آمیز ہجو نویسی دفعہ ۱۵۳ الف کی زد میں آتی ہے یا نہیں؟ اس جملہ کے صدر کی شہادت جس میں اس کتاب پر نفرین بھیجی گئی تھی۔ ظاہر کرتی ہے۔ کہ مسلمانوں کا غصہ کتاب کے مصنف کے خلاف مشتعل ہو رہا تھا۔ اور ایسی کتاب کی اشاعت کا معقول نتیجہ یہی ہو سکتا ہے۔ اور یہ امر بھی قابل لحاظ ہے۔ کہ ملزم خود اس کتاب کا مصنف نہیں۔ بلکہ پبلشر (ناشر) ہے۔ اس کتاب کی چار جلدیں مسلمانوں کے ہاتھ فروخت کی گئیں۔ اور باقی مختلف آریہ سماجی کتب فروشوں یا شخصوں کے ہاتھ بھیجی گئیں۔

فاضل سرکاری وکیل نے بمبئی ایل آر ۲۳ صفحہ ۱۲۶ اور اور کی تعزیرات جلد ۱ صفحہ ۸۱۰ اور آئی ایل آر ۳۸ کلکتہ ۵۹ صفحہ ۵۹۶ کا حوالہ دیا ہے۔ اور خیال ظاہر کیا ہے۔ کہ کسی مذہب کے پیشوا پر حملہ کرنا لازماً اس کے پیروؤں کی توہین کرنے کے مترادف ہے۔ میری رائے میں یہ ضروری نہیں۔

دوم قابل سرکاری وکیل نے یہ تنقیح قائم کی ہے کہ کسی مذہبی پیشوا پر ایسے شخص کا حملہ کرنا جو اس مذہب سے تعلق نہ رکھتا ہو۔ دفعہ ۱۵۳ الف کی زد میں آتا ہے۔ بشرطیکہ اس میں یہ دکھایا گیا ہو۔ کہ وہ اس مذہبی پیشوا پر اس لئے حملہ کر رہا ہے۔ کہ وہ کسی دوسرے مذہب کا پیرو ہے۔

سوم اس نے یہ دلیل پیش کی ہے۔ کہ اس کتاب میں ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ جو مسلمانوں کے خلاف بحیثیت اجتماعی توہین آمیز ہیں۔

چہارم اس نے یہ خیال ظاہر کیا ہے۔ کہ اس سے ہندوؤں کے درمیان مسلمانوں کے خلاف جذبہ حقارت پیدا ہوگا۔ اور یہ جذبہ حقارت ان کے دل میں نفرت و عداوت پیدا کر دے گا۔ اس نے اس امر کا اعتراف کیا ہے۔ کہ عدالت ماتحت نے اس مقدمہ کے اس پہلو پر غور نہیں کیا۔

جواباً صفائی کے وکیل نے یہ دلیل پیش کی۔ کہ "حقارت" کا لفظ "نفرت و عداوت" کے مرادف نہیں۔ اور تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۲۴ الف کے الفاظ ۱۵۳ الف کے الفاظ سے وسیع تر ہیں۔

سرکاری وکیل نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی موجودہ کشیدگی کو اور اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے مسلمان مذہبی معاملہ میں دوسری قوموں کی بہ نسبت زیادہ جوشیلے واقع ہوئے ہیں۔ مذہب اسلام کے بانی کی ہجو سے کسی اور مذہب مثلاً عیسائیت کے بانی کی ہجو کی بہ نسبت نفرت و عداوت کے جذبات پیدا ہونے کا احتمال زیادہ ہے۔ میں اس دلیل کو قبول نہیں کر سکتا۔ کہ کسی قوم کی جہالت یا جوش کبھی قانون کی ماہیت پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ یہ تو ہو سکتا ہے۔ کہ اس وجہ سے جرم کی حیثیت بڑھ جائے۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ایک مذہب کے بانی کی توہین تو دفعہ ۱۵۳ الف کی زد میں نہ آسکے۔ اور دوسرے مذہب کے بانی کے لئے وہی الفاظ استعمال کئے جائیں۔ تو وہ محض اس وجہ سے کہ یہ الفاظ ان کے پیروؤں کو بہت برافروختہ کر دیں گے۔ اس دفعہ کی زد میں سمجھے جائیں۔ کسی کام کی ماہیت یعنی کہ آیا یہ کام جرم ہے۔ یا نہیں کسی قوم پر ہونے والے ردعمل کو دیکھ کر طے نہیں کی جا سکتی۔

اس نکتہ کے متعلق کہ کسی مذہب کے پیرو کی توہین یا ہجو جبکہ اس میں یہ ظاہر کرنے کے لئے کوئی چیز موجود ہے۔ کہ ہجو لکھنے والا دوسرے مذہب کا پیرو ہے۔ میری یہ رائے ہے۔ کہ جو شخص کسی کے مذہب کا پیرو ہے۔ کبھی اس کی ہجو نہیں لکھے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جب کوئی ایسا شخص جس کی نسبت یہ معلوم نہیں کیا جا سکتا۔ کہ وہ کسی قوم یا مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ کسی مذہبی پیشوا کی توہین کریگا۔ تو اس کے ماننے والوں کے دل میں تمام ان لوگوں کے خلاف جو اس پیشوا کو نہیں مانتے نفرت و عداوت کے جذبات پیدا ہو جائینگے۔ میری رائے میں دفعہ ۱۵۳ الف اس قدر وسیع معانی کے لئے نہیں بنایا گیا تھا۔ میرے خیال میں اس دفعہ کے وضع کرنے کا مقصد یہ تھا۔ کہ لوگوں کو کسی ایسی قوم پر حملہ کرنے سے روکا جائے جو موجودہ ہو نہ کہ اس سے گذشتہ مذہبی رہنماؤں کے خلاف اعتراضات اور حملوں کو روکنا مقصود تھا۔ خواہ یہ حملے کتنے ہی شرآمیز اور کمینہ کیوں نہ ہوں۔ مثال کے طور پر اگر دفعہ ۱۵۳ الف کے اطلاق یا عدم اطلاق کا معیار یہی مقرر کر لیا جائے۔ کہ آیا مسلمان اپنے پیغمبر پر حملہ ہونے سے برافروختہ ہوئے ہیں یا نہیں تو ایسے مورخ کی تصنیف بھی جس نے پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) کی زندگی پر غور کرنے کے بعد ان کی سیرت کے متعلق رائے قائم کی ہو دفعہ ۱۵۳ الف کی زد میں آجائیگی میں یہ رائے قائم نہیں کر سکتا کہ دفعہ ۱۵۳ الف کسی گذشتہ مذہبی رہنما کی زندگی اور سیرت کے متعلق مخالفانہ بحث و تمحیص کو روکنے کے لئے وضع کی گئی تھی۔ میں بیان کر چکا ہوں۔ کہ کتاب جس کا معاملہ پیش ہے۔ اس معاملہ پر ایسی صورت میں بحث کرتی ہے۔ جس سے ہر قوم کے حسن مذاق رکھنے والے اشخاص کے دل میں اس سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اور اس سے بعض مسلمانوں کے مذہبی احساسات کا مجروح ہونا بھی یقینی ہے۔ لیکن میں یہ رائے قائم نہیں کر سکتا۔ کہ اس سے لازماً ملک معظم کی رعایا کے مختلف طبقات کے درمیان نفرت و عداوت کے جذبات پیدا ہونگے۔ بہت ممکن ہے۔ کہ یہ نتیجہ بھی پیدا ہو جائے۔ لیکن جیسا کہ میں نے ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس امر کو فیصلہ کا معیار قرار نہیں دیا جا سکتا سرکاری وکیل اس امر کا معترف ہے۔ کہ تعزیرات میں کوئی اور دفعہ ایسی نہیں جو اس مقدمہ پر حاوی ہو۔ ۲۲ بمبئی ایل آر ۱۲۹ کے مقدمہ کا فیصلہ دفعہ ۱۵۳ کے ماتحت ہوا ہے۔ لیکن اس میں ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ ایک زندہ شخص کی طرف سے تھا۔ رسالہ عمداً اس فرقہ کے لوگوں میں شائع کیا گیا تھا۔ اس لئے اس کا دفعہ ۱۵۳ الف کے ماتحت آنا صحیح تھا۔ میری رائے میں دفعہ ۲۹۶ تعزیرات ہند کے ساتھ ایک فقرہ اس مضمون کا بڑھا دینا چاہیئے۔ جس کی رُو سے کسی شخص کے مذہبی احساسات کو مجروح کرنے کے ارادہ سے رسالے شائع کرنا اور کسی کے مذہب یا کسی شخص کی توہین کرنا جرم قرار دیا جائے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے۔ میں اس امر پر اظہار افسوس کرتا ہوں۔ کہ ایسی دفعہ کی تعزیرات میں کمی ہے۔ لیکن میں یہ نہیں سمجھتا کہ یہ مقدمہ دفعہ ۱۵۳ الف کی زد میں

فہرست نومبایعین

ہفتہ مختتمہ ۲۷ اپریل ۱۹۲۷ء

۸۴۰ محمد یار صاحب ضلع گوجرانوالہ
۸۴۱ - نور محمد خان معرفت مرزا افضل بیگ صاحب قانونگو مالیر کوٹلہ
۸۴۲ - میر شمس الدین صاحب رام نگر ریاست جموں
۸۴۳ - منشی فضل الرحمن صاحب لودھی - رام نگر ریاست جموں
۸۴۴ - شمشیر علی بھٹی صاحب ضلع ملتان
۸۴۵ - احمد صاحب " گوجرانوالہ
۸۴۶ - محمد دین صاحب " "
۸۴۷ - حبیب اللہ صاحب درزی " شیخوپورہ
۸۴۸ - مسمات کرم بی بی صاحبہ گلانوالی
۸۴۹ - عزیز بی بی صاحبہ "
۸۵۰ - گل صعدر صاحب علاقہ صوات
۸۵۱ - اولیا شاہ صاحب پٹیالہ
۸۵۲ - محمد یوسف صاحب پارہ چنار
۸۵۳ - امام الدین صاحب سوداگر ولد گلاب ضلع ہوشیارپور
۸۵۴ - علی محمد صاحب جلپائیگوری - بنگال
۸۵۵ - سعدہ صاحبہ زوجہ نور احمد ملیانی
۸۵۶ - فضل محمد صاحب پشاور چھاؤنی
۸۵۷ - محمد صدیق صاحب ضلع میرٹھ

ہفتہ مختتمہ ۳ مئی ۱۹۲۷ء

۸۵۸ - بیگم بی بی صاحبہ ضلع گجرات
۸۵۹ - رحمت النساء صاحبہ انبالہ شہر
۸۶۰ - مہر الدین صاحب ضلع لائل پور
۸۶۱ - محمد علی خان صاحب ضلع ہوشیارپور
۸۶۲ - مہر میراں صاحب سارچور " گورداسپور
۸۶۳ - نوابزادہ رشید احمد خان ہلال - ایڈیٹر مشیر اسلام مراد آباد
۸۶۴ - عبد الشکور صاحب سیالکوٹ
۸۶۵ - فاطمہ بی بی صاحبہ منٹگمری
۸۶۶ - عذرا بیگم صاحبہ "
۸۶۷ - ہاجرہ بی بی اہلیہ سید خلیل اللہ صاحب - کٹک
۸۶۸ - محمد یعقوب بیگ صاحب سراج پشاور
۸۶۹ - بھاگو صاحب صالح نگر ضلع آگرہ
۸۷۰ - میراں بخش صاحب " " " "
۸۷۱ - قاضی نور احمد پٹواری ضلع سیالکوٹ
۸۷۲ - چوہدری غلام قادر صاحب " "
۸۷۳ - میاں غلام نبی صاحب راجپوت ضلع گورداسپور
۸۷۴ - الہ دتا صاحب - صوبہ ڈیرہ ریاست خیرپور - سندھ
۸۷۵ - محمد وریل صاحب - صوبہ ڈیرہ ریاست خیرپور - سندھ
۸۷۶ - فقیر محمد صاحب - صوبہ ڈیرہ ریاست خیرپور - سندھ
۸۷۷ - میر محمد صاحب - کمال ڈیرہ - ضلع نوابشاہ سندھ
۸۷۸ - یونس صاحب " " " " " "
۸۷۹ - عبد المجید صاحب " " " " " "
۸۸۰ - امیر بخش صاحب " " " " " "
۸۸۱ - اہلیہ امیر بخش صاحب " " " " " "
۸۸۲ - محمد مراد ولد امیر بخش صاحب " " " " " "
۸۸۳ - بہشتن بنت " " " " " "
۸۸۴ - ملوکاں بنت " " " " " "

ہفتہ مختتمہ ۱۰ مئی ۱۹۲۷ء

۸۸۵ - غلام فاطمہ صاحبہ شیخوپورہ
۸۸۶ - مولوی حبیب اللہ صاحب (بیعت خلافت) بھیرہ
۸۸۷ - فتح بی بی صاحبہ ضلع گجرات
۸۸۸ - والدہ صاحبہ غلام قادر صاحب امرتسر
۸۸۹ - چھکو خان صاحب ضلع کیمبل پور
۸۹۰ - شاہ محمد صاحب ضلع گورداسپور
۸۹۱ - مستری رحیم بخش صاحب ملتان
۸۹۲ - اہلیہ عبد الکریم صاحب سیالکوٹ
۸۹۳ - عائشہ بی بی صاحبہ گوجرہ
۸۹۴ - محمد ہاشم صاحب ضلع گجرات
۸۹۵ - مسمی محمد بخش صاحب ضلع سیالکوٹ
۸۹۶ - غلام محمد صاحب ضلع گورداسپور
۸۹۷ - مسمات بڈھی صاحبہ " "
۸۹۸ - ایک خاتون پشاور

ہفتہ مختتمہ ۱۹ مئی ۱۹۲۷ء

۸۹۹ - محمد رمضان صاحب دہلی
۹۰۰ - عیدو صاحب ضلع کانگڑہ
۹۰۱ - محمد اسماعیل صاحب پٹیالہ
۹۰۲ - الہی بخش صاحب مدرس سرگودھا
۹۰۳ - مصاحب خان صاحب ضلع کیمبل پور
۹۰۴ - اللہ رکھا صاحب سیالکوٹ
۹۰۵ - محبوب علی صاحب سلطانپور - یو - پی
۹۰۶ - فضل الدین صاحب ضلع امرتسر
۹۰۷ - محمد علی صاحب " "
۹۰۸ - جیواں بی بی صاحبہ " "
۹۰۹ - نواب بی بی صاحبہ " "
۹۱۰ - نور الدین صاحب ضلع لاہور
۹۱۱ - عبد المجید صاحب لاہور
۹۱۲ - حمید احمد صاحب ضلع سرگودھا
۹۱۳ - عبد اللطیف صاحب دہلی
۹۱۴ - مستری غلام نبی صاحب (بیعت خلافت) جموں
۹۱۵ - منشی تاج الدین صاحب (بیعت خلافت) جموں
۹۱۶ - اللہ رکھا صاحب شہر سیالکوٹ
۹۱۷ - محمد نظام الدین صاحب بھاگلپور
۹۱۸ - کنجی احمد صاحب مالابار
۹۱۹ - چوہدری طالع مند صاحب ضلع سیالکوٹ
۹۲۰ - بانو ضلع نوابشاہ (سندھ)
۹۲۱ - علی محمد صاحب نومسلم کرم پورہ ضلع شیخوپورہ
۹۲۲ - عبد اللہ خان صاحب ضلع میرٹھ
۹۲۳ - عبد اللطیف صاحب جلپائیگوری

ہفتہ مختتمہ ۲۶ مئی ۱۹۲۷ء

۹۲۴ - سید ہاشم علی صاحب - اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر ضلع جالندھر
۹۲۵ - شیخ گوکھا صاحب ضلع کیمبل پور
۹۲۶ - محمد صاحب ولد امیر ضلع شاہپور
۹۲۷ - فاطمہ بی بی صاحبہ " "
۹۲۸ - فضلاں بی بی صاحبہ " "
۹۲۹ - عبد الغنی صاحب فیض اللہ چک گورداسپور
۹۳۰ - محمد الدین صاحب " "
۹۳۱ - میاں عطا محمد صاحب " "
۹۳۲ - چوہدری محمد بخش صاحب " "
۹۳۳ - اللہ رکھا صاحب نمبردار " "
۹۳۴ - سردار علی صاحب فیض اللہ چک گورداسپور
۹۳۵ - منظور الحق صاحب " "
۹۳۶ - غلام دین صاحب " "
۹۳۷ - اللہ داد ولد مکھن صاحب نمبردار ضلع شیخوپورہ
۹۳۸ - روشن الدین صاحب ضلع گورداسپور

معاونین جرائد سلسلہ

سن رائز و انگریزی ریویو

میاں عبد اللہ خان صاحب آف مالیر کوٹلہ - قادیان ۱۰ خریدار - میر ثناء اللہ صاحب بودھ پور ایک - بان اللہ صاحب از گجرات ایک - چوہدری محمد حسین صاحب سیالکوٹ سے ریویو انگریزی کے واسطے ایک خریدار چوہدری ابو ہاشم صاحب سن رائز کے واسطے چار خریدار - نذیر الدین احمد صاحب مونگھیر سے سن رائز کے واسطے ۲ خریدار - رسالدار محمد یعقوب خان صاحب کیمبل پور سے ریویو انگریزی کے واسطے ایک خریدار - منشی غلام حسین صاحب پٹواری بیروکی دوکاں گجرانوالہ نے سن رائز کے تین پرچے اپنے خرچ پر جاری کرائے - صاحب موصوف اپنی مالی ابتلا اور دفع مشکلات کے لئے درخواست کرتے ہیں - ایم - اے عزیز صاحب ٹیچر بہاڑی براسے سن رائز کے واسطے تین خریدار - مرزا اعظم بیگ صاحب کلانور سے سن رائز کیواسطے ایک خریدار -

مصباح

اہلیہ صاحبہ مولوی رحمت علی صاحب مولوی فاضل قادیان ایک خریدار - بابو روشن الدین صاحب - سیالکوٹ دو خریدار - شیخ سردار خان صاحب جگو لڈ ایک خریدار والدہ امتیاز الحق صاحب لاہور ایک خریدار - امۃ الحمید صاحبہ اہلیہ ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب ڈلہ باگڑ ایک خریدار -

الفضل

رسالدار محمد یعقوب صاحب سیکرٹری تبلیغ کیمبل پور دو خریدار منشی عبد الرحمن صاحب چک ۱۰۷ ایک خریدار - ماسٹر غلام محمد صاحب انگلش ماسٹر تونسہ ایک خریدار - حکیم محمد بخش صاحب امیر جماعت احمدیہ کیمبل پور ایک خریدار چوہدری غلام حسین صاحب سفید پوش قادیان - چار خریدار -

(اشتہارات)

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس جناب شیخ محمد ظہیر صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ پی۔ سی۔ ایس سب جج بہادر بٹالہ

مقدمہ عـــ ۲۳ ـــ ۱۹۲۷ء

بھان سنگھ ولد دیپ سنگھ جٹ ساکن بوچیانوالی تحصیل بٹالہ۔ مدعی

بنـــــام

رحمت علی ولد دین محمد۔ علی محمد ولد غلام محمد اقوام شیخ۔ کرم الدین ولد کھیڑا۔ حاکم علی ولد سربلند۔ اقوام جٹ ڈھونڈا ولد جاموں قوم ترکھان۔ گھنیا لال ولد شیدیال قوم اگروال۔ خیر الدین و فضل الدین نابالغان عزیز الدین نابالغ بولایت خیر الدین برادر خود پسران حسینا ارائیں۔ ٹی دسو راج وہری چند و دیوان چند و گیان چند۔ پسران شنکر داس پورن چند ولد ایشر داس اقوام برہمن سکنائے چوہدریوالہ تحصیل بٹالہ۔ گنیشا سنگھ و گوردت سنگھ و ہرنام سنگھ و بلونت سنگھ پسران ایسر اقوام جٹ سکنائے بوچیانوالی تحصیل بٹالہ حال وارد چک نمبر ۳۷۲ ضلع لائل پور۔ پیرا نند ولد بنتا قوم برہمن ساکن موضع چوہدریوالہ تحصیل بٹالہ مدعا علیہم ٭

دعوی دخلیابی اراضی موازی ۱۳ کنال ۱۴ مرلہ سابق نمبرات خسرہ ۲۴/۱ و ۲۴/۲ و ۱۹ و ۱۵ و ۵۲ و ۹۶ و ۱۹۱ قطعہ ۸ کھاتہ ۹ مندرجہ جمعبندی ۱۸۹۶ و ۹۷ء حال اراضی موازی ۹ کنال ۹ مرلہ نمبرات خسرہ ۲۵۳ و ۳۰۶/۲۵۴ و ۳۰۷/۲۵۴ و ۲۴۸ و ۱۹۲ و ۱۴ و ۷۵ و ۲۱۲ و ۲۱۳ کھاتہ ۱۲۰ تا ۱۲۲ کھتونی ۱۲۰ تا ۱۲۷ مندرجہ جمعبندی ۱۹۲۲ و ۲۵ء واقعہ موضع ماچھیکے تحصیل بٹالہ و دخلیابی ½ حصہ اراضی موازی ۳ کنال ۱۱ مرلہ سابق نمبرات خسرہ ۱۴۴ و ۱۴۶ و ۱۷۲ و ۱۹۲ کھاتہ ۱۳ حال اراضی موازی ۳ کنال ۳ مرلہ نمبرات خسرہ ۳۵۹/۲۳۳ و ۳۵۸/۲۳۳ و ۱۰۷ و ۱۱۰ و ۲۴۶ نمبرات کھاتہ ۱۱۲ کھتونی ۱۱۵ تا ۱۱۸ واقعہ موضع ماچھیکے۔ تحصیل بٹالہ۔ مالیت بغرض کورٹ فیس دسگونہ مالیہ ۵۔ اختیار سماعت دسگونہ اسامی ۲۵۰ روپیہ

مقدمہ مندرجہ عنوان میں علی محمد۔ سودراج۔ دیوان چند پورن چند مدعا علیہم کی تعمیل معمولی طریقہ سے نہیں ہوتی ہے اور وہ تعمیل سے گریز کرتے ہیں۔ لہذا اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہم بتاریخ ۶/۲۷ بوقت دس بجے حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی و جوابدہی مقدمہ ہذا کی نہیں کرینگے۔ تو ان کے خلاف یکطرفہ کارروائی عمل میں لائی جاوے گی۔ تحریر ۵/۲۷ ۲۳ ٭

مہر عدالت دستخط حاکم

اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب شیخ ــــــ صاحب سب جج بہادر درجہ چہارم دہلی

نالش نمبری دیوانی ۴۲۳ بابت ۱۹۲۶ء

پنڈت امین چند ولد درگاہی قوم براگی موضع گھوڑنی حال آباد سبزی منڈی نگر صوبہ دہلی۔ مدعی ٭

بنـــــام

منگت ولد لکھا قوم براگی ساکن موضع گھوڑنی حال آباد سبزی منڈی نگر صوبہ دہلی۔ مدعا علیہم ٭

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں معلوم ہوتا ہے۔ منگت مدعا علیہ تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا اس کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ وہ بتاریخ ۹ / جون ۱۹۲۷ء کو حاضر عدالت ہذا ہو کر جوابدہی مقدمہ کرے۔ ورنہ اس کے خلاف کارروائی یکطرفہ حسب ضابطہ عمل میں آویگی ٭

آج بتاریخ ۱۷ / ماہ مئی ۱۹۲۷ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا ٭

دستخط حاکم مہر عدالت

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس جناب شیخ محمد ظہیر صاحب۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی سب جج بہادر درجہ چہارم بٹالہ

مقدمہ عـــ ۳۵۳ ـــ ۱۹۲۷ء

لچھمن سنگھ ولد جیت سنگھ قوم کہار ساکن دیلہ تیجہ تھانہ فتح گڑھ۔ تحصیل بٹالہ۔ مدعی ٭

بنـــــام

فضل دین ولد پیراں دتہ قوم تیلی سکنہ حال قصبہ راداس تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر۔ مدعا علیہ ٭

دعوی دلاپانے مبلغ ۱۲۶ بر دے تمسک

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں فضل دین مدعا علیہ مذکور کی تعمیل معمولی طریقہ سے نہیں ہوتی ہے۔ اور وہ دانستہ تعمیل سے گریز کرتا ہے۔ لہذا اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور بتاریخ ۶/۹ بوقت ۱۰ بجے صبح اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی و جوابدہی مقدمہ ہذا کی نہیں کرے گا۔ تو اس کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی ٭ تحریر ۵/۲۷ ۲۱

آج بتاریخ ۱۲ ماہ مئی ۱۹۲۷ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا ٭

دستخط حاکم مہر عدالت

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس جناب شیخ محمد ظہیر صاحب۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی سب جج بہادر بٹالہ

مقدمہ نمبر ۳۴۳ ـــ ۱۹۲۷ء

فرم امام دین عمر دین بذریعہ عمر دین ولد کریم بخش ذات راجپوت سکنہ بٹالہ۔ مدعی ٭

بنـــــام

فرم شیخ جمال دین محمد رفیق بذریعہ جمال دین ولد علی بخش اقوام شیخ سکنہ سہارنپور۔ مدعا علیہم ٭

دعوی دلاپانے مبلغ ما ۱۵۵ بروئے یادداشت بہی

مقدمہ مندرجہ عنوان میں بیان حلفی مدعی سے پایا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ تعمیل سمن اور حاضری عدالت سے عمداً گریز کر رہے ہیں۔ لہذا بذریعہ اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہم مذکوران بتاریخ ۶/۹ بوقت ۱۰ بجے صبح اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی و جوابدہی مقدمہ ہذا کی نہیں کرینگے۔ تو ان کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔ تحریر ۵/۲۷ ۲۳

دستخط حاکم مہر عدالت

ضرورت رشتہ

دو تعلیم یافتہ امور خانہ داری سے واقف صحت اچھی اسید زادیوں کے لئے ایسے رشتوں کی ضرورت ہے۔ جو تعلیم یافتہ برسر روزگار اور مخلص احمدی ہوں۔ رشتے سید ہونے چاہیں یا پھر قریشی یا مغل۔ خط و کتابت کے لئے پتہ

نذیر احمد چغتائی اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل قادیان

مکان کیلئے موقعہ کی زمین

محلہ دارالعلوم میں بابو رحمت اللہ صاحب کے مکان کے بالمقابل لب سڑک کچے تالاب کے متصل بجانب شمال ۲ کنال قطعہ زمین فروخت ہوتا ہے۔ جو صاحب چاہیں خرید لیں۔ نرخ قریباً چالیس روپیہ فی مرلہ۔ خط و کتابت سے فیصلہ کرلیں ٭ **معرفت اکمل قادیان**

تبلیغ تنظیم و تعلیم کی تحریکیں

مسلمانان ہند کی اصلاح اور ہندوستان میں اسلامی خدمت کے استحکام کیلئے اشد ضروری ہیں۔ ان تینوں تحریکوں کا مشترکہ آرگن اور اسلامی سیاسیات کا رہنما روزنامہ ہمدم لکھنؤ ہے۔ جس کو ہر حصہ ملک کے رہنمایان قوم کی سرپرستی کا شرف حاصل ہے۔ چندہ سالانہ ۱۵ روپیہ

(اشتہارات)

نارتھ ویسٹرن ریلوے

نوٹس

ٹنڈر مطلوب ہیں

مستعملہ لوہا - فولاد - پیتل اور دیگر دھاتوں کے ٹکڑوں کی جو کہ مغلپورہ سٹور ڈپو میں فروخت کے لئے موجود ہیں۔ این ڈبلیو ریلوے سے خرید کرنے کے واسطے سربمہر ٹنڈر مطلوب ہیں ؛

۲- ٹنڈر فارمیں جن پر قابل فروخت اشیاء کی تفصیل اور مقدار مندرج ہے - کنٹرولر آف سٹورز این - ڈبلیو - ریلوے مغلپورہ (لاہور) سے درخواست کرنے اور مبلغ پانچ روپیہ جمع کرانے پر مل سکتی ہیں ؛

۳- تمام ٹنڈر کنٹرولر آف سٹورز کے دفتر میں ۱۳ رجولائی ۱۹۲۷ء بروز بدھ قبل دو بجے دن پہنچ جانے چاہئیں - جو اس کے بعد دوسرے روز دو بجے دن کے تمام ان ٹنڈر دہندگان کی موجودگی میں کھولے جائینگے جو اس وقت وہاں موجود ہونگے ؛

۴- ہر ٹنڈر دہندہ کو چاہئیے - کہ چیف کیشیر این - ڈبلیو - ریلوے لاہور کے پاس مبلغ ایک ہزار روپیہ جمع کرا کے رسید حاصل کرے - اور ایسی رسید اپنے ٹنڈر کے ہمراہ مقررہ تاریخ سے پہلے پہلے بھیجے ؛

مغلپورہ — کنٹرولر آف سٹورز
مورخہ ۲۵ رمئی ۱۹۲۷ء — این - ڈبلیو - ریلوے

---

۸ اپریل کے الفضل میں ایک ضروری خبر

جناب اڈیٹر صاحب الفضل ۸ راپریل کے الفضل میں تحریر فرماتے ہیں۔ "میری والدہ صاحبہ نے جنکی آنکھوں میں خارش اور پانی بہنے کی تکلیف تھی - منیجر صاحب نورانیڈ سنز کا موتی سرمہ استعمال فرمایا - اور چند ہی روز میں نمایاں فائدہ محسوس ہوا - اس طرح مجھے ذاتی طور پر اس سرمہ کے مفید اور فائدہ رساں ہونے کا علم ہوا جس کا میں بڑی خوشی سے اظہار کرتا ہوں تا دوسرے ضرورتمند اصحاب بھی اس مفید چیز سے فائدہ اٹھائیں" یہ سرمہ پانی بہنے اور خارش چشم کے علاوہ ضعف بصر - ککرے - پھولا - جالا - دھند غبار - گوہانجنی - رتوندہ - ناخونہ - ابتدائی موتیابند - غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے - اگر آپ کو اپنی پیاری آنکھوں کی کچھ بھی قدر ہے - تو آج سے ہی اس کا استعمال شروع کردیں - قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنہ محصولڈاک علاوہ

پتہ:- منیجر نورانیڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

سانپ اور بچھو کے کاٹنے سے

مت ڈرو،

قرص دافع زہر بچھو و سانپ تیار ہوگئے ہیں - چونکہ موسم گرما میں بچھو و سرما میں سانپ کی کثرت ہوجاتی ہے - جس کے باعث اکثر لوگ ان کے کاٹے ہوئے زہریلے اثر سے پریشان پھرا کرتے ہیں - اور بروقت کسی مجرب دوا کے نہ ملنے کے جھاڑ پھونک کروانے پر مجبور ہوتے ہیں - لیکن پھر بھی انکی تکلیف میں کوئی خاص کمی نہیں ہوتی ہے - لہذا پبلک کے نفع و آرام کی خاطر یہ قرص جو سانپ اور بچھو کے زہریلے اثر کو دور کرنے میں نہایت مفید ثابت ہوئے ہیں اور ان کے لگاتے ہی زہریلا اثر دور ہوکر آرام ہونے لگتا ہے مشتہر کئے ہیں - پس ایسی نفع بخش دوا کا ہر ایک بال بچے والے گھر میں ہونا باعث آرام ہے - تاکہ وقت بے وقت رات بے رات کام آوے - قیمت ۱۲ قرصوں کی (عہ) معہ ترکیب استعمال - خرچ پارسل بذمہ خریدار ؛

نوٹ:- فرمائش کے ہمراہ ٹکٹ لفافہ میں بند کر کے روانہ فرما دیجئے - ورنہ تعمیل نہیں کی جائیگی ؛

المشتہر
منیجر شفاخانہ سعادت منزل متعلقہ حکیم میر سعادت علی صاحب معالج امراض کہنہ متصل چوک اسپیاں شاہ علی بنڈہ حیدر آباد - دکن

حب اٹھرا

(۱) جن عورتوں کے حمل گرجاتے ہوں (۲) جن کے بچے پیدا ہو کر مرجاتے ہوں (۳) جن کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں (۴) جن کے گھر اسقاط کی عادت ہوگئی ہو - (۵) جن کے بانجھ پن کمزوری رحم سے ہوں - اور کمزور ہی رہتے ہوں - ان کے لئے ان گودھری گولیوں کا استعمال اشد ضروری ہے - فی تولہ عہ - تین تولہ کیلئے محصولڈاک معاف - چھ تولہ تک خاص رعایت ؛

سرمہ نور العین

اس کے اجزا موتی و ماميرا ہیں - اور یہ ان امراض کا مجرب علاج ہے - آنکھوں کی روشنی بڑھانے والا - دھند - غبار - جالا - ککرے - خارش - ناخونہ - پھولا - ضعف چشم - پڑوال کا دشمن ہے - موتیابند دور کرتا ہے - آنکھوں کے لیسدار پانی کو روکنے میں بے مثل ہے - پلکوں کی سرخی اور موٹائی دور کرنے میں بے نظیر تحفہ ہے - گلی سڑی پلکوں کو تندرستی دینا - پلکوں کے گرے ہوئے بال از سر نو پیدا کرنا اور زیبائش دینا خدا کے فضل سے اس پر ختم ہے - قیمت فی شیشی دو روپے (عا) ؛

مفرح عروس زندگی

معدہ کے تمام نقصوں کو دور کرنے والی - مقوی دماغ - محافظ روشنی چشم - نسیان کی دشمن اور جگر کو طاقت دینے والی جوڑوں کے درد - سینہ کو مضبوط بنانے والی - مقوی اعضاء رئیسہ دوائی ہے - اس کا روزانہ استعمال صحت کا بیمہ ہے - قیمت فی ڈبیہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ) ؛

مقوی دانت منجن

منہ کی بدبو دور کرتا ہے - دانتوں کی جڑیں کیسی ہی کمزور ہوں - دانت ہلتے ہوں - گوشت خورہ سے تنگ آگئے ہوں - دانتوں سے خون آتا ہو - پیپ آتی ہو - دانتوں میں میل جمتی ہو - اور زرد رنگ رہتے ہوں - اور منہ میں پانی آتا ہو - اس منجن کے استعمال سے یہ سب نقص دور ہوجاتے ہیں - اور دانت موتی کی طرح چمکتے ہیں - اور منہ خوشبودار رہتا ہے - قیمت فی شیشی ۱۲ر ؛

المشتہر
نظام جان عبداللہ جان معین الصحت قادیان

ہندوستان کی خبریں

اندورہ ۲۵ مئی - خاص عدالت کے سامنے ایک آریہ سماجی مسمی گنگا رام کے خلاف زیر دفعہ ۳۰۷ تعزیرات ہند مقدمہ پیش ہوا۔ الزام یہ تھا۔ کہ اس نے مہاراجہ تکوجی راؤ ہسپتال کے سامنے سب انسپکٹر نبی حسین کو قتل کرنے کا اقدام کیا تھا۔ سب انسپکٹر اس وقت فسادات کو دبانے کی کوشش کر رہا تھا۔

حیدرآباد - ۲۳ مئی - بعض اخبارات میں اس قسم کی اطلاعات شائع ہوئی تھیں۔ کہ حضور نظام حیدرآباد سے اختیارات لے کر ان کو رزیڈنٹ کے ہاتھوں کٹھ پتلی بنا دیا جائے گا۔ اس خبر کی سرکاری طور پر تردید کی گئی ہے۔ اور کہا گیا ہے۔ کہ یہ خبر محض اس لئے تصنیف کی گئی تھی۔ کہ اس سے مسلمانوں میں امپیریل گورنمنٹ کے خلاف جذبۂ نفرت و ناراضگی پیدا ہو۔

کلکتہ ۲۷ مئی - آج صبح مسٹر جیندر سین وکیل ہائیکورٹ کو خنجر سے ہلاک کر دیا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ مسٹر سین اس وقت عدالت جا رہے تھے۔ کہ ایک بنگالی نے ان کے خنجر بھونک دیا۔ اور وہ ہسپتال کے راستہ میں مر گئے۔ ایک گرفتاری عمل میں آئی ہے۔

ناگپور - ۲۵ مئی - مسٹر شیخ اللہ خاں کو کل ایک دھمکی آمیز خط موصول ہوا ہے۔ جس کے نیچے "ایک ہندو" لکھا ہوا ہے۔ اس خط میں مذکور ہے۔ کہ ایک ہندو کے سر کے عوض دس مسلمانوں کے سر کاٹ کر مجھوگیٹ پر لٹکائے جائیں گے۔

ہوشیارپور - ۲۶ مئی - مولانا غلام قادر گرامی جو کہ نظام حیدرآباد کے ملک الشعراء تھے۔ آج صبح کو ساڑھے تین بجے قضا کر گئے۔

لاہور ۲۵ مئی - معلوم ہوا ہے۔ کہ سر شادی لال چیف جسٹس ۱۴ جون کو انگلستان روانہ ہو جائیں گے۔ پنجاب ہائیکورٹ میں موسم گرما کی تعطیلات ۱۴ جولائی سے شروع ہونگی۔

ڈھاکہ - ۲۷ مئی - ست کھیر ریلوے سٹیشن سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ چار بنگالی نوجوانوں کی گرفتاری کے بعد ان کے سامان کی تلاشی لینے پر بم کے چند ایک گولے اور دیگر مہلک اسلحہ برآمد ہوئے۔

کلکتہ ۲۷ مئی - آسام کے بعض اضلاع میں آوارہ ہاتھیوں کی آمد و رفت سے لوگوں کو سخت تکلیف کا سامنا ہے۔ علی الخصوص چار ہاتھیوں نے اس قدر نقصان پہنچایا ہے کہ حکومت آسام نے ہاتھیوں کے مار ڈالنے کے لئے انعام مقرر کیا ہے۔ ان ہاتھیوں کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔ کہ دیہات میں جا کر گھروں میں گھس جاتے ہیں۔ اور لوگوں کا تعاقب کرتے ہیں۔ نیز فصلوں کو تباہ و برباد کرتے ہیں۔

وارجلنگ ۲۸ مئی - مقامی انجمن اسلامیہ کے سپاسنامہ خیر مقدم کا جواب دیتے ہوئے ہز ایکسلنسی گورنر بنگال نے انجمن کے ارکان کو مشورہ دیا ہے۔ کہ اپنی آواز کو موثر بنانے کی انتہائی جدوجہد عمل میں لائیں۔ اس لئے کہ اپنی تعداد اور اپنے اثر کے تناسب کے لحاظ سے کافی نیابت حاصل کرنے کا یہی ایک یقینی طریقہ ہے۔

دہلی - ۲۹ مئی - ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دہلی نے ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت ایک اعلان جاری کیا ہے۔ جس کا مفاد یہ ہے۔ کہ ۲۶ مئی سے ۲ ماہ تک تجارتی اشتہارات کے ماسوا کوئی اشتہار یا رسالہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی منظوری کے بغیر شائع یا طبع نہیں ہو سکے گا۔

سورت ۲۸ مئی - آج بعد دوپہر ڈاکٹر مونجے صدر آل انڈیا ہندو مہاسبھا کے یہاں پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے آپ کو ایک نوٹس موصول ہوا۔ جس کی رو سے آپ کو سورت کے کسی عام اجلاس میں شرکت یا تقریر کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ڈاکٹر موصوف نے نوٹس کے جواب میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو ایک مکتوب تحریر کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ مجھے افسوس ہے۔ کہ میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے احکام کی تعمیل نہیں کر سکتا اور یہ کہ میں نے ان احکام کی خلاف ورزی کرنے کا تہیہ کر لیا ہے اور میں عام جلسوں میں شرکت اور تقریر کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔

الہ آباد ۲۸ مئی - بنارس ہندو یونیورسٹی کے زیر انتظام آئندہ ماہ جولائی سے عورتوں کی تعلیم کے لئے ایک کالج کھولا جائے گا۔ دارالاقامت میں ایک سو طالبات کے لئے مفت رہائش کا انتظام کیا گیا ہے۔

کلکتہ ۲۸ مئی - بعض اضلاع بنگال علی الخصوص کھولنا اور بیر بھوم میں کثیر التعداد مواشی طاعون سے ہلاک ہو رہے ہیں۔ حکومت بنگال اس تجویز پر غور کر رہی ہے۔ کہ سرمایہ صوبہ میں سے مواشی کو ٹیکہ لگوانے کا انتظام کرے۔

مدراس ۲۷ مئی - گذشتہ سال بندرگاہ نیگاپٹم کوڈی سے ۴۷ ہوشیار مزدور نقل وطن کر کے ہندوستان سے باہر گئے۔ ان میں سے ۱۴ بڑھئی، مستری، سنار اور سپیرے وغیرہ شامل تھے۔ ان کو اس مقصد میں مدد دی گئی ہے۔ کہ وہ یورپ جا کر اپنا پیشہ کریں۔ اب اس قسم کے لوگوں کی روانگی گذشتہ وسط دسمبر سے تا اطلاع ثانی بند کر دی گئی ہے۔

گورنر پنجاب نے ۱۹ ماہ مئی سے ان سکھ اصحاب کے استعفے منظور کر لئے ہیں۔ جن کا پنجاب گورنمنٹ گزٹ میں اعلان کیا گیا ہے۔ نیز یہ بھی اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ان اسکھ ممبران کے مستعفی ہونے سے جو نشستیں خالی ہوئی ہیں۔ ان کا پھر انتخاب عمل میں لایا جائیگا۔ ۶ جون کو امیدواروں کی نامزدگی عمل میں آئیگی۔

صوبہ مدراس سے ضلع نیلگری کو علیحدہ کرنے کی تحریک جاری ہے اور یہ خیال ظاہر کیا جا رہا ہے۔ کہ ضلع نیلگری کو دہلی کے ساتھ شامل کیا جائے۔ لارڈ ارون کی مدراس میں آمد پر جو ایڈریس پیش کیا جائے گا ممکن ہے کہ اس میں بھی یہ خیال ظاہر کیا جائے۔

ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۲۵ مئی - مسٹر بالڈون نے جو بیان دارالعوام میں ۲۴ مئی کو دیا تھا اس کا طویل جواب موسیو روزنگولن نے دیا ہے۔ جس میں اس امر پر حیرت و استعجاب اور سخت افسوس کا اظہار کیا ہے کہ حکومت برطانیہ نے ایسے ذلیل عذرات اور اس قدر مشتبہ دلائل پر ایسا اہم فیصلہ کر دیا۔ اس بات کا ذرہ بھر بھی کوئی ثبوت نہیں ہے۔ کہ جس پر اسرار کاغذ کی نسبت گم ہو جانا بیان کیا گیا ہے۔ کہ وہ کسی صورت سے بھی آرکس ہاؤس تک پہونچا یا روسی تجارتی وفد کے کسی آدمی یا ملازم نے اس کو ہاتھ لگایا۔ دوم یہ کہ اس امر کا بھی رتی برابر کوئی ثبوت نہیں ہے۔ کہ روسی تجارتی وفد مقیم آرکس ہاؤس یا اس کے ملازم جنگی معاملات یا اسی قسم کے دیگر امور کی جاسوسی میں لگائے گئے تھے۔ اس کے بعد موسیو روزنگولن نے بیان کیا۔ کہ انگریزی حکومت کا یہ فیصلہ روسی و برطانوی تعلقات تجارت پر ایک کاری ضرب ہے۔ روسی تجارتی وفد کے کسی ممبر یا اس کے کسی ملازم کی نسبت اس قسم کی شکایت روسی حکومت سے نہیں کی گئی تھی۔ جس کا الزام لگایا جاتا ہے۔ لہذا فوراً ہی تجارتی معاہدہ کا انفساخ نہ صرف معاہدہ کی بیحرمتی ہے۔ بلکہ یہ حرکت بین الاقوامی تعلقات کی تاریخ میں ایک ایسا مطلق العنانہ فعل ہے۔ جس کی کوئی نظیر نہیں مل سکتی۔ اس انقطاع تعلقات کے جو کچھ بھی نتائج و عواقب ہونگے۔ ان کی تمام ذمہ داری دولت روسیہ موجودہ برطانی گورنمنٹ پر عائد کرتی ہے۔

لنڈن ۲۶ مئی - روس سے انقطاع تعلقات کے متعلق تمام امور کی تحقیقات کی غرض سے لیبر پارٹی کی طرف سے ایک کمیٹی مقرر کئے جانے کی تجویز پر اور کنسرویٹو جماعت کی ترمیم جو انقطاع تعلقات کے متعلق تھی ۳۵۷ ووٹوں سے ۱۱۱ کے مقابلہ میں منظور ہو گئی۔ اور پھر ترمیم شدہ تجویز ۹۸ کے مقابلہ میں ۲۴۶ کی تائید سے منظور ہو گئی۔

سر ولیم جوائنسن ہکس وزیر داخلیہ نے دارالعوام میں تقریر کرتے ہوئے بتلایا۔ کہ جس اہم کاغذ کی گمشدگی پر آرکس ہاؤس کی تلاشی لی گئی تھی۔ اس کی وہ تصویر جو آرکس ہوس میں لی گئی ان کے پاس موجود ہے۔ آپ نے کہا۔ کہ اس کاغذ کی نوعیت نہایت رازدارانہ اور اہم ہے۔ اس کاغذ میں جو کچھ لکھا ہے۔ اگر اس کا کسی حکومت کو علم ہو جائے۔ تو وہ اس کے لئے نہایت مفید ہوگا۔ آپ نے یہ بھی بتایا۔ کہ آپ کے پاس بہت سند دی...

(منشی عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)